برسرروزگار عورت

از

رفعت سراج

ابو۔۔۔شمع باجی کی شادی پر حنا اور ربیعہ نے دبکے کے کام کی پشوازیں سلوائیں ہیں۔
ہم اتنی کلوز کزن ہیں اس لیے چاہتی ہیں کہ بارات والے روز ایک سے کپڑے پہنیں۔۔۔
ہمیں پشواز بنوا دیجئے ناں۔۔۔نغمانہ عرف نغمی نے بڑے ولار سے فرمائش کی۔۔۔

کتنے میں بن جاتی ہے پشواز۔۔؟ عرف حسین نے گردن موڑ کر کپڑوں کی سلائی کرتی
بیگم سے دریافت کیا۔

یہ تو دبکے کے کام کی کہہ رہی ہے۔۔۔دبکے کا کام ہی ہزار دو ہزار تک میں ہوگا کپڑا تو
زیادہ مہنگا نہیں آتا۔۔۔وہ مشین روک کر بولیں۔۔۔

بیٹی۔۔۔آپ کو تو پتہ ہے کہ میں اتنے مہنگے کپڑے افورڈ نہیں کر سکتا۔۔۔اور بیٹا کبھی
کسی کو دیکھ کر تمنائیں پروان نہیں چڑھاتے چادر دیکھ کر پاؤں پھیلاتے ہیں۔۔۔اسی میں
انسان کی عزت ہوتی ہے۔۔۔ادھار قرض کر کے قیمتی ملبوسات کی نمائش تو بڑی شرمندگی کی
بات ہوتی ہے۔۔۔اپنی حیثیت کے طابق لباس پہن کر اعتماد سے لوگوں سے گھلنا ملنا چاہیے۔
۔عارف حسین نے پیار سے بیٹی کو سمجھایا۔۔۔

ابو تو اپنی حیثیت بڑھانے کی جدوجہد کرنا چاہیے۔۔۔دوسرے لوگ بھی تو بہت کچھ
جدوجہد ہی سے حاصل کرتے ہیں۔۔۔اس نے اپنے حساب سے مضبوط دلیل دی۔۔۔

جی بیٹا۔۔۔آپ نے بہت اچھی بات کی جو کہ ایک پرامید انسان کو کرنا چاہیے۔مگر
آپ ایمانداری سے تجویہ کرو۔۔۔میں ہاتھ پیروں کا تمام وظیفہ پورا کرتا ہوں، وقت ضایع
نہیں کرتا اپنے اہل وعیال کے لئے اپنی صلاحیت کو درست سمت میں استعمال کرنے کی
کوشش کرتا ہوں جس کے نتیجے میں آپ سب بہن بھائی اچھا کھانا پیٹ میں بھر لیتے ہیں آپ
لوگوں کے تعلیمی اخراجات بغیر ادھار قرض کے پورے ہو جاتے ہیں۔۔۔کسی کے
کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے حتی الامکان گریز کرتا ہوں اس سے جو اس گھرانے کی
عزت وساکھ ہے وہ میری تمام محنت کا حاصل ہے۔۔۔کاروباری اہلیت میں خود میں نہیں پاتا
اس لیے کبھی یہ رسک لینے کی کوشش نہیں کی۔۔۔ملازمت سے فارغ ہو کر دو گھنٹے کی ہوم ٹیوشن
کرتا ہوں اس سے مجھے اضافی آمدنی ہو جاتی ہے۔تمام کام سہولت سے ہو جاتے ہیں میں مطمئن
ہو جاتا ہوں۔۔۔عارف حسین نے بڑی شفقت سے بیٹی کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہو جواب
دیا۔۔۔ابو اللہ میاں نے اس دنیا میں بیشمار اچھی اچھی نعمتیں بکھیری ہوئی ہیں وہ انسانوں کے
لیے ہی تو ہیں۔۔۔انہیں حاصل کرنے پر کوئی پابندی تو نہیں ہے۔۔۔انسان کو خوب سے
خوب تر کی کوشش تو کرتے رہنا چاہیے ناں۔۔۔؟ اس نے پشواز کے حصول میں ناکامی کی وجہ
سے قدرے اداس لہجے میں کہا۔۔۔

آف کورس۔۔۔بالکل کرنا چاہیے۔۔۔پورے دن میں اسے اپنی تمام صلاحیتوں کو
استعمال کرنا چاہیے۔۔۔جب تک تھکن نہ ہو اور نیند سے آنکھیں بند نہ ہونے لگیں اسے اپنے
قیمتی وقت کے لمحے لمحے کا حساب رکھنا چاہیے۔۔۔ایک لمحہ بھی فضول ضایع نہ ہو۔اگر ایسا ہو تو

وہ بہت کچھ حاصل کر لیتا ہے جیسا کہ اللہ نے بھی کہا ہے کہ انسان کو وہی ملے جس کی اس نے کوشش کی اور ایک بات کا ہمیشہ خیال رکھنا کہ ہماری بھاگ دوڑ اور سعی کا حاصل ایک عزت کا احساس ہو اس لیے کہ انسان کے پاس بہت ساری نعمتیں ہوں مگر عزت نہ ہو تو وہ صحیح معنوں میں حاصل نعمتوں سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا وہ اسی طرح حلم کے ساتھ جواب دے رہے تھے۔۔۔

آپ نے ٹھیک کہا ابو۔۔۔کوشش ضرور کرنا چاہیے۔۔میں بھی اپنے تمام خواب حاصل کرنے کی کوشش کروں گی۔۔۔وہ خود کلامی کے انداز میں کہتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔۔۔

عارف حسین کے ہونٹوں پر بڑی مطمئن سی مسکراہٹ تھی کہ بیٹی نے ضد کرنے کے بجائے ان کی بات سمجھنے کی کوشش کی۔۔۔

اسے ہٹاؤ صابرہ بھابی۔۔۔ہندوستان میں سب سے پہلے روپیہ۔۔۔چاندی کا روپیہ ہمارے علاقے میں آیا تھا۔۔۔یعنی ہمارے گھر میں۔۔۔دنیا دیکھنے کی تھی کہ ذرا دکھاتا روپیہ کیسا ہوتا ہے سب سے پہلے تو تمہاری اماں ہی پہنچیں تھیں۔۔۔اس عمر میں کیوں شیخی مارتی ہو۔۔۔کرسی میز تک تو تمہارے گھر میں اس وقت بھی نہیں تھی جب پاکستان بنا تھا۔۔۔چٹائی پر بیٹھ کر تمہارا رشتہ مانگا تھا۔۔۔

انو بوا کے جذبات کی تندی کا اندازہ ان کے چلتے سروتے کی رفتار سے لگایا جا سکتا تھا۔

اے تو میں یہ کب کہہ رہی ہوں کہ جب تم میرا رشتہ مانگنے آئیں تو میرے ابا کلکتے کے کمشنر لگے ہوئے تھے۔۔۔کہاں سے آ گیا تھا تمہارے گھر میں چاندی کا روپیہ۔۔۔باپ تمہارے فروٹ بیچتے تھے۔۔۔دمڑی آنے کا کاروبار۔۔۔چاندی کا روپیہ ان کو کون تھما گیا۔۔۔؟تمہاری تو سدا کی عادت ہے۔۔۔میں نے تو سنا ہے تم اجو پنسا کی بیوی کو بتا رہی تھیں، کہ تمہیں گا بھینسیں اور ایک ان کا دودھ دوہنے والا جہیز میں ملا تھا۔۔۔بکری باندھنے کی تو جگہ نہیں تھی تمہارے گھر میں صابرہ دادی نے غم و غصے کی کیفیت میں اپنی چھالیہ کی چوٹی کا جوڑا کھول کر دوبارہ باندھنا شروع کر دیا۔۔۔

تو گندر میں بندھی بھینسیں ہی تو جہیز میں نہیں دی جاتیں۔۔۔ہمارے بڑے ماموں کا مویشیوں کا کاروبار تھا۔۔۔میری شادی تر سب قریبی رشتہ داروں نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق تحفے تحائف دیے تھے۔۔۔بڑے ماموں بولے میرے پاس تو اس وقت نقد کچھ نہیں کاروبار مندا ہے میں تو اسے گا بھینسیں ہی دے سکتا ہوں اب اس کے سسرال والوں کی مرضی۔۔۔دالان میں باندھیں یا فروخت کریں ہماری عادت نہیں تمہاری طرح بڑی بڑی ہانکنے کی۔۔۔انو بوا نے سیخ پا ہو کر جواب دیا تو ہمیں کیوں نہ دکھائی دیں تمہاری وہ گا بھینسیں۔۔۔؟ صابرہ دادی جل کر بولیں۔۔۔

وہ دفتری لوگ تھے پڑھے لکھے۔۔۔تو کیا گھر میں بندھتے؟ رکھ چھوڑی تھیں کہیں بعد میں ہمارے مرد نے بزازی شروع کی تو فروخت کر دیں۔۔۔غلطی ہوئی ہم سے ہمیں چاہیے تھا ان کا فوٹو کھنچوا کر بڑی بیٹھک میں لٹکا دیتے۔۔۔انو بوا نے بھڑک کر جواب دیا۔۔۔

توبہ دادی جان آپ لوگوں سے بھی حد ہے۔۔۔ بالکل ہندوستان پاکستان لگتی ہیں آپ دونوں۔۔۔ اتنا قریبی رشتہ اور اتنی سنگین دشمنی۔۔ کبھی تو آپ لوگ اچھی اچھی باتیں کرلیا کریں۔۔۔ نغمی نے کچن سے باہر آ کر دونوں کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے (تمہیں ہمارے بیچ کودنے کی ضرورت) ضرورت (کوئی نہیں بیوی۔۔۔ جاؤ اپنا کام سیدھے کرو انو بوا نے آگ بگولا ہو کر اس کو جھاڑا۔۔۔

میں تو ہمدردی کر رہی ہوں انو دادی۔۔۔ اس عمر میں ہائی بلڈ پریشر بہت خطرناک ہوتا ہے۔۔۔ آپ لوگوں کو اپنا خیال رکھنا چاہیے۔۔۔

ارے آئی بڑی کہیں سے۔۔۔ تیری دادی کا منہ بند کیا تو تجھ سے دیکھا نہیں گیا آ گئی ہمدرد بن کے۔۔۔ انو بوا نے پھر اسے جھاڑا۔۔۔ ہائی بلڈ پریشر اور وائی بلڈ پریشر کرتی ہوئی وہ مزید گویا ہوئیں۔۔۔

اے لو۔۔۔ اب بچی کے پیچھے پڑ گئیں لٹھ لے کر۔۔۔ تمہاری تو عادت ٹھہری انو بوا چلتی ہوا سے دو دو ہاتھ کرتی چلتی ہو۔۔۔ صابرہ دادی نے پھر اپنے پاندان میں جھانکنا شروع کر دیا۔۔۔

ہاں بی بی۔۔۔ ہم تو ٹھہرے پھاپا کٹنی۔۔۔ تمہاری سسرال میں بنی کس سے۔۔۔ ہماری اماں اسی غم میں مر گئیں کہ بہو نے انہیں بڑا نہیں سمجھا۔۔۔ انو بوا جل کر بولیں۔۔۔

تو بیوی۔۔۔ اماں بھی وہ تمہاری تھیں۔۔۔ غم تو انہیں چھو کر بھی نہیں گزرا تھا وہ غم کھانے نہیں غم لگانے آئی تھیں۔۔۔ اللہ بخشے ہمارے سسر کو جانے کیا روگ لگا تھا ان کو پچاس برس کی عمر میں ہی دنیا چھوڑ گئے۔۔۔ عمرت کے سکھ کو ترستے چلے گئے۔۔۔ صابرہ دادی نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

ہاں اب تم ہماری مری ماں کے جنم میں بھی کیڑے ڈالو گی۔۔۔ انو بوا برافروختہ ہو کر بولیں۔۔۔ مجھے کیا پڑی ہے تمہاری بات کا جواب دیا ہے میں نے تو انو بوا۔۔۔ صابرہ دادی بے نیازی سے پان پر کتھے چونے کا لیپ کرنے لگیں۔۔۔

یا اللہ۔۔۔ دادی جان آپ دونوں اتنے عرصے سے اکٹھے کیسے رہ رہی ہیں؟ اگر آپ نند بھاوج کے بجا میاں بیوی ہوتیں تو کبھی کی طلاق ہو چکی ہوتی۔۔۔ بائیس تیئس سالہ نغمانہ نے اپنا چکراتا سر تھام کر کہا۔۔۔

چپ کر لونڈیا۔۔۔ کیا گز بھر کی زبان منہ میں دھری ہے۔۔۔ خبردار بڑوں کے بیچ میں بولی انو بوا نے پھر بری طرح نغمانہ کو جھاڑ دیا۔۔۔

کل میرا پیپر ہے دادی۔۔۔ میں پیپر میں کیا لکھوں گی۔۔۔ سب پڑھا بھول گئی ہوں۔ بس آپ لوگوں کے تیر تلوار جیسے جملے دماغ میں چبھ رہے ہیں۔۔۔

تو تجھے کس نے کہا ہے ہماری باتیں سننے کو۔۔۔ جا جا کر اپنی پڑھائی کر بڑی کمشنر لگے گی کہیں۔۔۔ انو بوا نے جھاڑ پلائی۔

انشاءاللہ۔۔۔ کوشش تو کروں گی۔۔۔ کمشنر بھی بن جاؤں۔۔۔ اور تمام شہر کی بوڑھی

عورتوں کے لئے ایک آرام وہ گھر بناؤں گی تا کہ اس میں بند کردوں جہاں وہ خوب جی بھر کر لڑیں۔۔۔انہیں ٹوکنے والا کوئی نہ ہو۔۔۔وہ لڑ کر خوش خوش زندگی گزاریں اور مرتے دم تک مجھے دعائیں دیں۔۔۔نغمانہ نے شریر انداز میں کہا اور واپس کچن میں گھس گئی۔۔۔

دیکھ رہی ہو اپنی لاڈلی کی گز بھر کی زبان۔۔۔بہو تو تمہاری سویرے کی نکلی ہوئی ہیں بیٹی کو چولہا ہانڈی سونپ کر۔۔۔دیکھو کیا کھانے کو ملتا ہے۔۔۔؟

توبہ اس عمر میں بھی تمہیں کھانے کی پڑی رہتی ہے انو بوا۔۔۔کمر سیدھی کرنے کو دو نوالے بہت۔۔۔صابرہ دادی نے جل کر انو بوا کی بات کٹ دی۔۔۔

ہاں۔۔تم تو سوکھتی ہو۔۔۔بہو تو صبح تمہیں ہریرے کھلاتی ہے۔۔انو بوا پھر پھٹ پڑیں۔۔۔

تمہیں کوئی روکتا ہے ہریرے کھانے سے۔۔۔کیوں جل جل کر اپنا خون سکھاتی ہو؟

صابرہ دادی پھر مزید گویا ہوئیں۔۔۔

اللہ رکھے میری بہو بہت نیک بخت ہے۔۔۔اسی لیے نیک کاموں کی توفیق دی ہے اللہ نے تمہاری بہو کی طرح نہیں کہ چار دن کو چلی جاؤ تو برتن پٹخنا شروع کر دیتی ہے۔صابرہ دادی نے پھر اٹیک کیا۔۔۔

سیدھے سیدھے یہ کیوں نہیں کہتیں کہ تمہارے بیٹے کے در پر پڑی ہوئی ہوں۔۔۔اللہ میری طرح کسی کو یا سرا نہ کرے۔۔۔انو دادی اتنا کہہ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔۔۔

ارے۔۔۔یہ انو بوا آج کون مرا ہوا یاد آ گیا۔۔؟وقار عرف وکی نے گھر میں داخل ہوتے ہی انو بوا کو روتا ہوا پایا۔۔۔وقار نغمانہ سے دو برس چھوٹا تھا۔۔۔اس نے اپنے تجربے کی بنیاد پر یہ جملہ کہا تھا۔۔۔عموماً انو بوا بیٹھے بیٹھے رو پڑتی تھیں۔۔۔گھر والے بدحواس ہو کر پوچھتے انو بوا کیا ہوا۔۔۔؟

تو وہ مزید زور و شور سے روتے ہوئے کہتیں۔۔۔اے۔۔ہے اللہ بخشے جنت مکانی اماں یاد آ گئیں۔۔۔ان کے ہاتھ کا بیسن کا حلوہ مجھے بہت پسند تھا۔جب بھی بناتی تھیں کٹورا بھر مجھے ضرور بھجواتی تھیں۔گیارہ گھروں کا تو فاصلہ تھا میرے میکے اور سسرال میں۔۔۔

آپ کو حلوہ زیادہ یاد آ رہا ہے اماں۔۔۔سچ سچ بتائیں۔۔۔وقار شرارت سے پوچھ بیٹھتا اور پھر اس کی شامت آ جاتی اماں اور حلوہ ایک طرف ہو جاتے کبھی اپنے کپڑے دھوتے دھوتے) اللہ کپڑے وہ خود دھونا پسند کرتی تھیں (بلند آواز سے گریہ زاری شروع کر دیتیں۔ پوچھا جاتا کیا ہوا؟

جواب ملتا۔۔۔

ارے بڑے ماموں یاد آ گئے۔۔۔کیسے تازہ تازہ مکھن کے پیڑے کھلاتے تھے مجھے۔۔۔بہت لاڈ کرتے تھے میرے۔۔۔

انو بوا آپ کو سارے مرحومین کھانے پینے کی سوغاتوں کے ساتھ ہی کیوں یاد آتے ہیں؟ کبھی کوئی مرحوم ایسا یاد آیا جس نے زندگی میں آپ کو کچھ نہ کھلایا ہو اور آپ اسے یاد کر کے

روئی ہوں ایک مرتبہ وقار سے چھوٹے شانی نے بڑی سادگی سے پوچھ لیا تھا جس کے جواب میں اسے انو بوا کی ڈھیروں صلواتیں سننے کو ملی تھیں۔۔۔

نغمانہ کچن میں مصروف تھی مگر اس کا ذہن کہیں دور کی سیر میں مصروف تھا اسی لیے ماں کی آمد کا احساس نہ ہو سکا۔۔۔

چولہے کی آنچ تو دھیمی کر نغمی۔۔۔ کہاں دھیان ہے۔۔ماں کی آواز پر وہ واقعی چونک پڑی ارے۔۔۔امی جان آپ آ گئیں۔۔۔کہیں نہیں۔۔۔بس یونہی دادی جان اور انو بوا کی تکرار پر کچھ خیال آ گیا تھا۔۔۔وہ قدرے تجل سی ہو کر آنچ دھیمی کرنے لگی۔۔۔

لو۔۔۔آج پھر معرکہ ہوا ہے کیا۔۔۔؟ خالدہ بیگم فرج کھولتے کھولتے رک کر پوچھنے لگیں آپ ادھر سے گزر رہی تو کچن میں آئی ہوں گی۔۔۔کیا کر رہی تھیں دونوں؟ نغمی نے حیرت سے ماں کی صورت تکی۔

نہیں برآمدے میں انگنائی پر تو کوئی نہیں ہے البتہ تخت پر پاندان رکھا ہوا ہے جس کا مطلب ہے اماں نماز کو اٹھی ہوں گی۔۔۔انو بوا بھی نماز کی تیاری کر رہی ہوں گی۔ارے نہیں امی جان وہ وقار آ گیا ہے ناں اس کو دیکھ کر ادھر ادھر ہو گئی ہوں گی۔۔۔بہت گھبراتی ہیں اس سے میں تو جھاڑ کھا کر دبک جاتی ہوں مگر وہ باز نہیں آتا۔۔۔۔میدان میں ڈٹا رہتا ہے۔۔۔

نغمی مسکرائی تو خالدہ بیگم کی مسکراہٹ بھی معنی خیز تھی۔۔۔

آج کس موضوع پر ڈبیٹ رہی۔۔۔؟ اور کون جیتا۔۔خالدہ بیگم نے فرج سے پانی کی بوتل نکالی اور ڈور بند کرتے ہوئے ہنستے ہو پوچھا۔۔۔

موضوع تو انو بوا نے سلیکٹ کیا تھا یعنی پدرم سلطان بود) میرا باپ سلطان تھا(نغمانہ کو اردو لٹریچر سے بہت دلچسپی تھی اس لیے اس کی اردو بہت نکھری ہوئی تھی۔۔۔ماں بھی پڑھی لکھی تھیں۔۔۔جملہ سن کر محظوظ ہوئیں اور بولیں۔۔۔

توبہ وہی گھسا پٹا موضوع۔۔۔عاجز نہیں آئیں انو بوا۔۔۔اور ہماری اماں نے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہار مانی ہوگی۔۔۔مگر ان کے معرکے سے تمہیں کیا خیال آیا کہ تمہیں آس پاس کا ہوش نہیں۔۔۔کیا سوچ رہی تھیں؟ خالدہ بیگم نے بیٹی کی محویت کو بہت گہرائی سے نوٹ کیا تھا ایک تجسس سا لاحق ہوا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی تھی وہ اس کے سر پر کھڑی تھیں اور اسے ہوش نہیں تھا۔۔۔

کچھ نہیں امی جان۔۔۔یہی کہ ہماری سوسائٹی میں عورت واقعی کتنی بیچاری اور depending ہے۔۔۔وراثت میں حصہ دار وہ بھی 18۔۔۔یعنی بیوہ کی حیثیت میں مگر اس کی اپنی ذاتی رہائش گاہ نہیں ہوتی۔۔۔باپ کا گھر، شوہر کا گھر، بیٹے کا گھر، پوتے کا گھر ہر وقت بلیک میل کی جاتی ہے چھپر چھاؤں کی خاطر۔۔۔یہاں تو اولڈ ہاؤسز بھی نہیں ہوتے کہ خوار ہونے والا بڑھاپا نازل ہو تو رشتوں کے احسان سے جان چھڑا کر وہاں تناہ لے لیں۔۔۔

نغمانہ اپنی دھن میں بولتی چلی گئی۔خالدہ بیگم ہکا بکا سی اس کی صورت تکنے لگیں۔۔۔بزرگوں میں بیٹھ بیٹھ کر وقت سے پہلے بزرگی آ گئی ہے تم میں۔۔۔وہ سنبھل کر مسکرائیں۔۔۔نہیں امی

جان۔۔۔واقعی مجھے انو بوا پر ترس آ گیا۔۔۔لڑائی کے آخر میں کہنے لگی تمہارے بیٹے کے در پہ پڑی ہوئی ہوں۔۔اور رونے لگیں۔۔۔نغمانہ اداسی سے بولی۔۔۔

اوہ اچھا۔۔۔روئی بھی تھیں انو بوا۔۔۔بس میں سمجھ گئی اماں کسی کونے میں ان کو بٹھا ان کے آنسو پونچھ رہی ہوں گی۔۔۔یہی ہوتا ہے دونوں آپس میں لڑتی رہتی ہیں مگر ایک دوسری کے آنسو نہیں دیکھ سکتیں۔۔۔تب ہی یہ گاڑی یہاں تک پہنچ بھی گئی۔۔۔لڑنے سے باز نہیں آتیں مگر ایک دوسرے کے بغیر رہ بھی نہیں سکتیں۔۔۔خالدہ بیگم ہنستے ہو نغمانہ کا پکایا کھانا چیک کرنے لگیں۔۔۔

ابھی مٹر ٹھیک سے گلے نہیں ہیں نغمانہ۔۔۔دس منٹ دم پر رہنے دو۔۔۔میں ذرا کپڑے بدل لوں تو آتی ہوں۔۔۔کل تمہارا پیپر ہے تم اپنی تیاری کرو۔۔۔امی تو بہت روک رہی تھیں کہ رات کو مشاہد چھوڑ آ گا۔۔۔میں نے کہا نغمانہ کا پیپر ہے صبح اس کو تیاری کرنا ہوگی۔۔۔اب تم الٹی سیدھی سوچوں سے اپنا دماغ نہ تھکاؤ۔۔۔بڑھاپے میں بس ایسے ہی ہو جاتے ہیں۔۔۔وہ اس کے شانے پر ہاتھ کا دباؤ ڈال کر محبت سے بولیں۔۔۔یہ الٹی سیدھی سوچیں نہیں ہیں امی جان۔۔۔ایک حقیقت ایک جیتا جاگتا احساس ہے۔۔۔ایگزام کے بعد میں ابو سے اجازت لے کر کوئی اچھی سی جاب تلاش کروں گی اور کوشش کروں گی کہ اپنا چھوٹا سا گھر بناؤں۔۔۔اپنا گھر۔۔۔میرا اپنا۔۔۔پہلے میں سوچتی تھی کہ جاب کروں گی اچھے اچھے کپڑے جوتے جیولری خریدا کروں گی۔۔۔مگر امی یہ تو بہت بچکانہ سا شوق ہے۔۔۔فضول میں پیسہ ضائع کرنا۔۔۔محنت ہی کرنا ہے تو ایسی چیز کے لیے کیوں نہ کریں جس میں پائیداری ہو۔۔۔

وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔۔۔لاحول ولا قوۃ۔۔۔بیوقوف نہیں تو۔۔۔تیرا گھر تو وہ ہوگا جہاں تیری شادی ہوگی تیرے میاں کا گھر۔۔۔وہ اس کے سر پر پیار سے چپت لگا کر بولیں۔۔۔

ہوں۔۔۔وہ میاں کا گھر ہوگا میرا نہیں۔۔۔امی جان شادی کے بعد طلاق بھی تو ہو جاتی ہے۔۔۔میاں کا گھر پھر غیر کا گھر بن جاتا ہے۔۔

اللہ نہ کرے۔۔۔اچھی بات منہ سے نکالو۔۔۔اچھا سوچو۔۔۔وہ تو سنا ہی ہے کہ جیسی نیت ویسی مراد بیٹا۔۔۔اچھا سوچنے سے گرہ سے کچھ جاتا ہے کیا؟ خالدہ بیگم نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔۔ایک ذرا اپنی دادیوں کی بحث وتکرار کیا دیکھ سن لی جانے کیا انپ شنپ سوچنے لگیں۔۔۔بیٹا یہ تمہارے کھیلنے کودنے کے دن ہیں۔۔۔ہنسو کھیلو۔۔۔انہوں نے سمجھایا۔۔۔

امی جان۔۔۔جہاں خواب بننے اور ارمان پالنے سے بھی خوف آتا ہو۔۔۔ایسے ہنڈولو ماؤتھ گھرانوں کے بچے تو بچپن ہی میں بوڑھے ہو جاتے ہیں۔۔۔میں جاب تو ضرور کروں گی امی جان میں کھل کر خوش ہونا چاہتی ہوں۔۔۔اپنی محنت اور اپنے بہت سے سہمے ہو خوابوں کی تعبیر کے لئے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔۔۔آج کل تو خواتین ہر میدان میں دکھائی دیتی ہیں۔۔۔یہ صرف ہمارے ہاں ہی ہوتا ہے کہ ایک کماتا ہے اور دس کھاتے ہیں۔۔۔ہر انسان کو اپنی صلاحیت کے مطابق کوشش کرنا چاہیے کہ وہ کسی پر بوجھ نہ بنے آخر جس پر سب اپنا اپنا بوجھ

لاڈ تے ہیں وہ بھی تو انسان ہوتا ہے۔۔۔اس کا بھی احساس کرنا چاہیے۔۔۔

وہ بڑی دلسوزی سے کہہ رہی تھی۔۔۔

خالدہ بیگم نے اس کی پیشانی چوم لی۔۔۔

جیتی رہو۔۔۔یہ بھی احساس ذمہ داری اور روشن ضمیری کی علامت ہے کہ انسان دوسروں کو اپنی ذات سے تکلیف دینا پسند نہ کرے۔۔۔اگر تم کوئی ہینڈسم جاب کرنا چاہو گی تو تمہارے ابو تمہیں کبھی منع نہیں کریں گے۔۔۔اور تم جیسی بچیوں کو جن میں احساس ذمہ داری موجود ہو ترقی کے راستے پر چلنے سے نہیں روکنا چاہیے۔۔۔کام کرنے کی لگن بھی بہت اچھی بات ہے خواہ مرد میں ہو یا عورت میں۔۔۔میں تو خود تمہارے ابو کا ہاتھ بٹانا چاہتی تھی مگر انہوں نے صرف اسلیے منع کیا کہ تم چاروں میں گیپ کم ہے۔۔۔کہنے لگے تم گھر سے باہر رہو گی تو بچے متاثر ہوں گے اور بچوں کی تربیت میں ہی کمی رہ گئی تو روپے کی زیادتی ہمیں کیا خوشی دے سکے گی۔۔۔؟ میں نے اصرار نہیں کیا۔۔۔بلکہ جیسے جیسے تم لوگ بڑے ہوتے گئے تمہارے ابو مزید مصروف ہوتے گئے گورنمنٹ کی جاب کے ساتھ پرائیویٹ کمپنی میں بھی بحیثیت اسٹینوگرافر کام کیا پوش علاقوں میں ٹیوشن بھی دی۔۔۔غرض کے انہوں نے کوشش کی بچوں کو بنیادی ضروریات میں کبھی کسی کمی کا احساس نہ ہو۔۔۔خالدہ بیگم جیسے دور پہنائیوں میں کچھ تلاش کرتے ہوئے بول رہی تھیں۔۔۔نغمانہ بہت توجہ سے سن بھی رہی تھی اور کچھ تانے بانے بھی بن رہی تھی۔

شانی۔۔۔اے بیٹا۔۔۔یہ بیس روپے ہیں جا جا کر ذرا تھوڑی سی بالوشاہی تو لے آ۔۔۔تیرے دادا آئے تھے رات کو خواب میں۔۔۔اداس دکھائی دے رہے تھے۔۔۔عصر مغرب کے درمیان فاتحہ دلاؤں گی۔۔۔ذرا مولوی صاحب کو بھی ٹوکتا جائیو۔ انو بوا نے مڑے تڑے دس دس کے دو نوٹ شانی کو تھما کر ذرا پچکار کر کہا۔۔۔

بیس روپے کی بالوشاہی۔۔۔؟ کس زمانے کی بات کر رہی ہیں انو بوا آپ۔۔۔بیس روپے کی بالوشاہی تو مولوی صاحب ہی کھا جائیں گے۔۔۔کل دادا آپ کو اداس نظر آئے تھے آج کے خواب میں تو روتے ہو نظر آئیں گے کہ انوری بیگم میری بالوشاہی کدھر ہے؟ اے تو کیا نذر منت چڑھا رہی ہوں؟ فاتحہ ہی تو ہے ذرا سی میٹھی چیز پر ہو جاتی ہے۔۔۔میرے کنے اتنے پیسے نہیں ہوتے۔۔۔خوب پتہ ہے تیرے دادا کو کہ ترکہ میں کیا چھوڑ گئے ہیں۔۔۔انو بوا جل کر بولیں۔۔۔

سدا کی ناشکری ہوں انو بیگم تم۔۔۔کتنا تو خیال کرتے تھے تمہارا۔۔۔اب یہ تو تمہارے اماں ابا کو چاہیے تھا کہ ڈھونڈتے تمہارے لیے زمین جاگیر والا صابرہ دادی جانے کیا کشیدہ کاری لیے بیٹھی تھیں ٹانکا لگاتے لگاتے جل کر بولیں۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔آج جنگ نہیں آج دادا غلام حسین کی فاتحہ ہے۔۔۔فرحانہ جانے کس کونے سے نکل آئی تھیں۔۔۔ہاتھ پھیلا کر یوں بولی جیسے حملہ آوروں کو روک رہی ہو جب دادا کی زندگی میں جنگ پر پابندی

نہیں تھی تو ان کے بعد تم کون ہوتی ہو جنگ پر پابندی لگانے والی۔۔۔؟ شانی نے فرحانہ کو لتاڑا۔۔۔

بری بات ہوتی ہے فاتحہ اچھے ماحول میں ہونا چاہیے۔۔۔ فرحانہ بجا چڑنے کے بہت سکون سے بولی۔۔۔ شانی سے سال بھر بڑی تھی مگر تعلقات برابری کی بنیاد پر تھے اے کون سا جن گ ہو رہی ہے۔۔۔ تم لوگ بڑوں کے بیچ میں کیوں بولتے ہو۔۔۔ اتنی لمبی ڈگری ہے تمہاری اماں کے پاس۔۔۔؟ یہ سکھ دی ہے اس نے تمہیں۔۔۔ انو بوا نے کہیں کا غصہ کہیں نکالنے کی کوشش کی۔۔۔ یعنی گدھے کے کان اینٹھے۔۔۔ اے تم کیا ہاتھ دھو کر میرے بچوں کے پیچھے پڑ گئیں۔۔۔ اور خبردار جو میری بہو کو کچھ کہا۔۔۔ میری بہو کی تو مثال ہی کوئی نہیں۔۔۔ صابرہ دادی نے پھر انو بوا کے لتے لیے۔۔۔

تو اور کیا۔۔۔ لوگ ایک ساس افورڈ نہیں کر سکتے۔۔۔ میری امی دو ساسوں کے ساتھ امن سے رہتی ہیں۔۔۔ شانی اتنا کہہ کر منہ پھاڑ کر ہنسا۔۔۔

ذرا منہ کم کھول کر ہنسا کرو۔۔۔ آکسیجن کم ہو جاتی ہے۔۔۔ فرحانہ نے پھر شانی کے پن چبھوئی۔۔۔

ارے وہ تمہاری بہو بیگم ہیں کہاں؟ یہ نہیں کہ بچوں کو لگام ڈالیں۔۔۔ جانے کس کونے میں کان دبا بیٹھی ہیں۔۔۔ انو بوا سلگ کر بولیں۔۔۔

انو بوا تم تو بالکل ہی سٹھیا گئی ہو۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے تمہارے کہنے ہی تو گئی ہے گوشت سبزی لینے۔۔۔ یہ بچے تو مار دو سو تین سو چھچھڑے اٹھا لاتے ہیں اس لیے یہ کام بھی اس کو ہی کرنا ہوتا ہے۔۔۔ کوئی ایک فکر ہے اسے۔۔۔ صابرہ دادی نے پھر بہو کی طرفداری میں کلمات ادا کیے۔۔۔

دادی آپ نے سارا مزہ خراب کر دیا بالوشاہی کا۔۔۔ اوپر دادا انتظار کر رہے ہوں گے کہ ابھی تک اگربتی اور بالوشاہی کی خوشبو نہیں آئی۔۔۔ شانی نے پھر بھونڈے پن سے قہقہہ لگایا۔۔۔

اف۔۔۔ کیا آج بالوشاہی بٹ رہی ہے۔۔۔ نغمانہ لیڈر کا سیاہ بیگ شانے سے اتارتی برآمدے میں نمودار ہوئی تھی۔۔۔

لو۔۔۔ یہ بھی پہنچ گئیں۔۔۔ اب ان کی مل کر قوالی ہوگی۔۔۔ ماں باپ پر تو پڑے ہی نہیں عارف حسین کے بچے۔۔۔ گز گز بھر کی زبانیں ہیں منہ میں۔ انو بوا بڑبڑائیں آپی سے تعلقات اچھے رکھنے کی کوشش کیجیے انو بوا۔۔۔ بڑی اچھی جب ملنے والی ہے۔۔۔ پورا ٹوکرا منگا دیا کریں گی بالوشاہی کا فاتحہ والے دن۔ ساتھ بریانی کی دیگ بھی۔۔۔ شانی نے پھر انو بوا کو تنگ کیا۔۔۔

اے ہٹاؤ۔۔۔ کیا حالت بنالی ہے اس نے اپنی۔۔۔ یوں جوتیاں چٹخاتی پھر رہی ہے نوکری کے لیے جیسے کوئی بیروزگار بال بچوں والا مارا مارا پھرتا ہے۔۔۔ اچھا بھلا صاف رنگ کالا پڑتا جا رہا ہے۔۔۔ اس عمر میں ہی بر ڈھونڈنا ہوتا ہے اور یہ اپنا حلیہ بگاڑ رہی ہے۔۔۔

فرحانہ مجھے بالوشاہی کی کہانی سناؤ۔۔۔ نغمانہ دھپ سے کین کی کرسی پر گر گئی اور فرحانہ سے شرارت بھرے انداز میں بولی۔۔۔

کہانی یوں ہی آپی کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کسی گاؤں میں انو بوا رہتی تھیں ایک دن ان کی شادی دادا غلام حسین سے ہو گئی۔۔۔ ان کے دو تین بچے تھے۔۔۔ مگر اتفاق سے دادا غلام حسین انو بوا سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کی فاتحہ انو بوا کے ذمے لگ گئی۔۔۔ ذرا سی تاخیر ہو جاتی تو انو بوا کے خواب میں اداس اداس سے چلے آتے ہیں۔۔۔ اب یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ فاتحہ میں تاخیر کی وجہ سے اداس ہوتے ہیں یا انو بوا کی جدائی کی وجہ سے مغموم ہوتے ہیں۔۔۔ فرحانہ نے مسکرا کر کن انکھیوں سے انو بوا کا چہرہ دیکھا۔۔۔ جو جھک کر چپل تلاش کر رہی تھیں۔۔۔ یہ دیکھتے ہی فرحانہ وہاں سے پھوٹ لی۔۔۔ شانی بھی مٹھی میں بیس روپے دبا باہر کی طرف چلا۔۔۔

تو کدھر جا رہا ہے شانی؟ صابرہ دادی نے اپنی عینک کے عدسوں کے پیچھے سے پوتے کو گھورا۔۔۔

بالوشاہی لینے دادی جان۔۔۔ شانی نے شرارت سے انو بوا کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔

چل تو انو بوا کو بیس روپے واپس کر اس بیچاری کے پاس کہاں ہوتے ہیں روپے پیسے بیٹا تو ہے ہی ناخلف۔۔۔ کون سا ماں کے ہاتھ پر کچھ رکھتا ہے۔۔۔ مجھے تو عارف حسین ماہانہ دیتے ہیں۔۔۔ میں اٹھا رکھتی ہوں میں نے کون سا خریداری کرنا ہوتی ہے۔۔۔ یہ لو دو سو روپے اور دو سیر مٹھائی لے آ۔۔۔ پڑوس میں بھی دینا اور خود بھی کھانا اور اپنے دادا کو دعا دینا۔۔۔ صابرہ دادی نے اپنا پاندان کھولا اور دو سو نکال کر شانی کے ہاتھ پر رکھ دیے اور نغمانہ نے مسکرا کر اپنا سر تھام لیا۔۔۔

ابو۔۔۔ دس جگہ انٹرویو دے چکی ہوں۔۔۔ اٹھتی ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ یہ جاب تو مجھے ضرور مل جائے گی۔۔۔ مگر۔۔۔؟ نغمانہ رات کے کھانے کے بعد باپ سے آدھ گھنٹہ، گھنٹہ باتیں ضرور کرتی تھی۔۔۔ وہ اپنی دن بھر کی رپورٹ سناتے۔۔۔ وہ اپنی کارگزاریاں سناتی۔ یہ فرینڈ شپ دونوں ہی کو فریش رکھتی تھی۔۔۔ آج عارف حسین کے کچھ ملنے والے آ گئے تھے۔ اس لیے آج ذرا دیر سے میٹنگ ہوئی تھی۔۔۔

ایسا ہی ہوتا ہے بیٹے۔۔۔ آج کل تو بڑے بڑے کوالیفائیڈ لوگ جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں۔۔۔ یہ تو نصیب کی بات ہوتی ہے۔۔۔ اور پرچیوں نے تو اچھے اچھے بچوں کو کامپلیکسڈ کر دیا ہے۔۔۔ جب تک سسٹم تبدیل نہیں ہوگا۔ مستحق اسی طرح دل برداشتہ نظر آئے گا۔۔۔ مگر ایمان کی قوت سے بڑی کوئی پاور نہیں۔۔۔ ہمت نہیں ہارنا چاہیے۔۔۔ اللہ چاہے تو بہت کچھ ناممکن ممکن ہو جاتا ہے۔ جب اللہ کی موجودگی پر یقین واثق ہے تو دل چھوٹا کرنا کیا معنی۔۔۔؟ بدی کی کثرت سہی مگر نیکی کا نور کہیں نہ کہیں جھلک رہا ہوتا ہے۔۔۔ انشا اللہ۔۔۔ تمہارا کام ضرور بنے گا۔۔۔ مجھے پتہ ہے میری بیٹی بہت باصلاحیت ہے عارف حسین نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے محبت و شفقت سے لبریز لہجے میں اس کے اندر امنگ پیدا کرنے کی کوشش کی۔

۔۔

ہمت تو خیر میں نہیں ہاروں گی ابو۔۔۔ میرے خوابوں میں بہت زندگی اور قوت ہے۔

نغمانہ نے مضبوط لہجے میں کہا۔۔۔

شاباش۔۔۔ عارف حسین نے اس کی پیٹھ تھپکی۔۔۔

صابرہ دادی جانماز پر بیٹھی تھیں تسبیح ہاتھ میں تھی مگر بےچینی سے پہلو بدل رہی تھیں عارف حسین کی شاباش کے ساتھ ہی انہوں نے تسبیح چوم کر سجدے کی جگہ رکھی اور پلٹ کر تخت پر بیٹھے باپ بیٹی پر ایک نگاہ ڈالی۔۔۔

عارف میاں، یہ کیا لونڈیا کو لونڈوں والے سبق پڑھا رہے ہو۔ اس کو اپنے گھر کی کرنے کی فکر کرو۔۔۔ کمشنر کلکٹر بن جائے عورت ذات۔۔۔ اور عورت ذات کو گھر کے جھمیلے بہت۔۔۔ ۔وہ بہت ناراض انداز میں گویا ہوئی تھیں۔۔۔

اماں۔۔۔ وقت بہت بدل گیا ہے۔۔۔ عورت فوج میں جا رہی ہے، جہاز اڑا رہی ہے۔۔۔ ملک کی باگ دوڑ چلا رہی ہے۔۔۔ وہ عورت جو بہت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو اسے دیہاتی عورت کی طرح روٹیاں پکانے اور بچے سنبھالنے تک محدود کرنا بہت زیادتی ہے کوئی کچھ کرنا چاہتا ہو تو اس کے راستے میں رکاوٹ نہیں ڈالنا چاہیے۔ خواہ عورت ہو یا مرد۔۔۔

عارف حسین نے مودبانہ انداز میں ماں کو جواب دیا۔۔۔

اگر عورت یہ بھی کرے گی اور گھر بار بھی کرے گی تو دوہری پسے گی۔۔۔ عورت کی شان اس کے گھر بار سے ہوتی ہے۔۔۔ نوکری سے نہیں۔۔۔ صابرہ دادی نے اسی بگڑے موڈ میں جواب دیا۔۔۔

ماں۔۔۔ یہ تو آپ بھی بہت اچھی طرح سمجھتی ہیں کہ دوسروں پر انحصار نہ کرنے والوں کی سب لوگ ہی عزت کرتے ہیں اس کی اہمیت ہوتی ہے۔ اگر یہ کچھ کرنا چاہتی ہے تو کرنے دیں۔۔۔ اچھا رشتہ آیا تو شادی بھی کر دیں گے جو بہرحال کرنا ہی ہے۔ عارف حسین نے ماں کو مطمئن کرنے کی سعی کی۔۔۔

اچھے رشتے کہاں سے آئیں گے پھر تو لالچی ہی آئیں گے رال ٹپکاتے ہو کہ چلو کمانے والی آ گئی تو بہتی گنگا میں ہم بھی ہاتھ دھوئیں گے۔۔۔ صابرہ دادی جل کر بولی تھیں آپ کی بات کو غلط نہیں کہا جا سکتا اماں۔۔۔ اس لیے کہ سیانوں نے کہا ہے۔ قیمتی پتھر اور آدمی کی شناخت کرنا بہت مشکل کام ہے۔۔۔ پھر بھی اندازہ تو ہو جاتا ہے۔۔۔ اور پھر اماں ساری بات مقدر کی۔۔۔ ۔ جو لڑکیاں پڑھی لکھی نہیں ہوتیں برسرروزگار نہیں ہوتیں مکمل گھرداری کرتی ہیں۔ شادیاں تو ان کی بھی ناکام ہو جاتی ہیں۔۔۔ شوہر بھی نکھے مل جاتے ہیں۔۔۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ میاں بیوی دونوں ملازمت پیشہ ہیں اور گھر بھی اچھی طرح چلا رہے ہیں۔۔۔ آپ بس اس کے اچھے نصیب کی دعا کرتے رہیے۔۔۔ میں نے اس میں امنگ و صلاحیت دیکھی ہے۔۔۔ زندگی کا جوش دیکھا ہے میں چاہتا ہوں یہ اس دنیا سے جو لینا چاہتی ہے اس کی کوشش کرے اور کامیابیوں کی خوشیاں محسوس کرتی رہے۔ مجھے ذرہ برابر اس بات کا

لالچ نہیں ہے کہ یہ بیٹا بن کر میرا ہاتھ بٹایا اپنا جہیز اکٹھا کرے۔ اللہ نے مجھ پر اولاد کی جو ذمہ داری ڈالی ہے۔۔۔ وہ تو میں پوری کروں گا۔۔۔ انشاءاللہ۔ عارف حسین نے حتی الامکان کوشش کی کہ ماں کو اپنے حق میں کر کے پرسکون کر دیں۔۔۔ اور ان کی یہ کوشش بیکار بھی نہیں گئی۔۔۔

اماں نے تسبیح اٹھائی اور جانماز کا کونہ تھام کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور بولیں۔۔۔ جیسے تم بہتر سمجھتے ہو کرو۔۔۔ بڑے بوڑھے تو اپنے تجربے کی بنیاد پر صلاح دے دیتے ہیں۔

کئی ماہ کی بھاگ دوڑ کا بڑا خوشگوار نتیجہ نکل آیا تھا نغمانہ کو ایک بڑی انشورنس کمپنی میں ان ڈور جاب مل گئی تھی۔ آفس ورک تھا اور آگے بڑھنے کے مواقع موجود تھے۔۔۔ کمپیوٹر پر مہارت اور آئی ٹی کا ڈپلومہ اس کے بڑا کام آیا۔۔۔ دراز قامت، خوش شکل و خود اعتماد تو وہ تھی مقصد میں کامیابی پا کر چہرہ اور نکھر گیا تھا خوشی کی چمک کا ایک نرالا رنگ ہوا کرتا ہے جو عام سے چہرے کو بھی دلکش بنا دیتا ہے۔۔۔

اس نے ماں سے کچھ رقم ادھار لے کر کہ تنخواہ ملنے پر واپس کر دے گی اپنے دو چار نئے سوٹ سلوا لیے تھے اور ذرا اچھا سا ہینڈ بیگ لے لیا تھا۔۔۔ عموماً شام چھ بجے تک اس کی واپسی ہوتی تھی کمپنی کی کوسٹر ہی اس کو ڈراپ کرتی تھی۔۔۔ چینج کر کے وہ دونوں دادیوں سمیت گھر والوں کے ساتھ چائے پیتی اور ان کی کمپنی انجوائے کرتی۔۔۔ ٹی وی پروگرام دیکھے جاتے، رات کا کھانا اور نماز سے فارغ ہو کر وہ معمول کے مطابق باپ کے پاس بیٹھتی اور دن بھر کے واقعات و کارگزاری گوش گزار کرتی۔۔۔ رات گیارہ بجے سو جاتی صبح اذان کے وقت بیدار ہو جاتی گھر کے کام میں اب وہ ہاتھ نہ بٹا پاتی تھی البتہ چھٹی والے روز وہ سب گھر والوں کے کپڑے مشین لگا کر دھو دیا کرتی۔۔۔ یوں بھی دو بزرگ خواتین کی موجودگی میں کام کا مسئلہ نہیں تھا اس گھر میں۔۔۔ گوشت آتا تو دونوں میں سے ایک صاف کر کے دھو کے خالدہ بیگم کے حوالے کر دیتی۔ سبزیاں چھیلنے کاٹنے اور دھونے کا کام خالدہ بیگم نے کبھی نہیں کیا تھا یہ کام شروع سے ان کی ساسیں کر رہی تھیں۔۔۔ دالیں چاول تک دونوں عینکیں لگا کر صاف کر دیا کرتی تھیں کئی قسم کی چٹنیاں گھر میں ہمیشہ موجود رہتی تھیں جو وہ دونوں سل پر پیسا کرتی تھیں۔۔۔ آ روز ہاون دستے میں کچھ نہ کچھ کوٹا جاتا۔۔۔ خالدہ بیگم بہتیرا کہتیں اماں آج کل تو مشینوں سے یہ سب کام منٹوں میں ہو جاتے ہیں مگر وہ اپنی روایات سے ہٹنا پسند نہ کرتیں۔۔۔

گھر میں کوئی ملازم نہیں تھا اور وہ عارف حسین ملازمہ افورڈ کر سکتے تھے۔ گھر میں ایک لگا بندھا نظام چلا آ رہا تھا تمام کام خوش اسلوبی سے ہو جاتے تھے۔۔۔ بلکہ تینوں ساس بہو کو نغمانہ کی ہیلپ کی ضرورت بھی نہیں تھی بس وہ اس خیال سے ساتھ لگا کر رکھتی تھیں کہ ان کو گھریلو کاموں کی سوجھ بوجھ ہو اور اپنے اپنے گھر جا کر اپنی ذمہ داریاں اچھی طرح ادا کریں بہرحال دونوں لڑکیوں کو گھر کے کاموں کا ٹینشن نہیں تھا اس لیے نغمانہ کو اپنے آفس میں اپنی صلاحیتیں دکھانے کا بھرپور جذبہ میسر تھا۔۔۔ اس کے باسز اس سے خوش اور اپنے انتخاب پر مطمئن تھے۔۔۔

وہ نئے ڈگر پر بڑی اچھی طرح چل پڑی تھی۔۔۔اور آنے والے مہینے کا شدت سے انتظار کر رہی تھی جب اسے پورے سات ہزار رو تنخواہ ملنا تھی۔۔۔

وہ روز رات کو سونے سے پہلے بہت خوبصورت خواب دیکھتی۔۔۔سب سے پہلے تو وہ دو چار اچھے سوٹ سلوا گی اور گھر والوں کے لیے گفٹ لا گی۔۔۔

پھر دوسرے مہینے سے ڈرائینگ روم میں کچھ ضروری تبدلیاں کرے گی۔۔۔ڈرائنگ روم ڈھنگ سے سیٹ ہو جا گا تو کچن میں کچھ نہ کچھ کام کرا گی تا کہ وہاں کام کرنے میں سہولت رہے پھر گھر کے اکلوتے واش روم کا حلیہ درست کرے گی۔۔۔واش روم اچھا ہو تو نہانے دھونے کے خیال ہی سے خوشی محسوس ہونے لگتی ہے۔۔اس سال سردیوں میں گیزر تو ضرور لگوا گی صبح آنکھ کھلتے ہی پانی گرم کرنے کی ٹینشن ہو جاتی ہے۔۔۔ہر سال پروگرام بنتا تھا مگر صرف فٹنگ پر ہی اتنا خرچہ بتایا تھا کہ عارف حسین یہ کام ملتوی کر دیتے تھے کہ اسی دوران کسی نہ کسی بچے کی فیس جمع کرانے کا مرحلہ آ جاتا تھا۔۔۔پھر یہ ضروری کام ہو جائیں گے تو وہ ایک فلیٹ یا اپارٹمنٹ بک کرا گی۔۔۔اس وقت تک اس کی سیلری بھی بڑھ جا گی اور وہ تین چار ہزار روپیہ مہینہ بچت کر لیا کرے گی۔۔۔اپنا گھر۔۔۔؟ اف کتنا خوبصورت احساس ہے۔۔۔

وہ آنکھیں موند کر سوچتی اور اس حسین سپنے کے ساتھ ہی گہری نیند میں ڈوب جاتی۔۔۔

پہلی تنخواہ ملتے ہی اس نے کپڑوں کی شاپنگ کی۔۔۔کچھ اپنے کپڑے ایک ایک سوٹ دونوں دادیوں کا اور ایک ماں کا۔۔۔فرحانہ کے پاس ریسٹ واچ نہیں تھی اس کے لیے درمیانے قسم کی خوبصورت سی ریسٹ واچ لی۔۔۔شانی بہت دنوں سے باپ سے کٹ بیگ کی فرمائش کر رہا تھا اس کے لیے کرکٹ کٹ بیگ لیا۔۔۔وقار کے لیے دو ٹی شرٹس لیں۔۔۔اور بہت خوش خوش گھر میں داخل ہوئی۔۔۔جیسے عید کا دن ہو۔سب سے پہلے دادیوں کو کپڑے دیے وہ دونوں چند ثانیے مبہوت سی اس کی صورت تکتی رہ گئیں اے بچی۔۔۔ہم بوڑھوں پر اتنا خرچہ کاہے کیا۔۔۔وہ جو دھرے ہیں وہ برتنے کو بہت۔۔۔انو بوا نے قدرے شرمسار ہو کر کہا تھا۔۔۔

کوئی زیادہ مہنگا نہیں ہے انو بوا۔۔۔یہ بتائیں پسند آیا۔۔۔اس نے پر مسرت لہجے میں پوچھا۔۔۔

زیادہ مہنگا نہیں تو کیا ہوا۔۔۔پیسوں کا تو آیا ہے۔۔۔اتی جان کاری کر رہی ہو تو اپنے دان دہیز کے واسطے جوڑ کر رکھو۔۔۔وہ کپڑا پھیلا کر دیکھتے ہو بولیں۔۔۔کوئی بات نہیں انو بوا۔خوشی سے لائی ہے قبول کریں اور دعا دیں۔۔۔خالدہ بیگم بھی خوش نظر آ رہی تھیں۔۔۔

اس نے کچھ پیسے ماں کے ہاتھ پر رکھے تو وہ اس کی پیشانی چوم کر بولیں۔۔۔

تمہارے لیے ہی اٹھا رکھوں گی۔۔۔اللہ تمہارے باپ کو سلامت رکھے ہم لوگوں کے لیے اتنی محنت کر لیتے ہیں کہ اچھی گزر بسر ہو جاتی ہے۔۔۔

شانی اپنا کٹ بیگ دیکھ کر اور فرحانہ ریسٹ واچ دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی وقار کو ٹی شرٹس بہت پسند آئیں اس نے شکریہ ادا کیا۔۔۔

بتاؤ۔۔۔سگا بیٹا تو سال میں دوپٹہ نہیں لے کر دیتا جیسے عارف حسین نے جنم جنم کا ٹھیکہ لیا تھا میرا اور پوتی اتنا خوبصورت سوٹ لائی ہے۔۔۔بڑی شان ہے مولا تیری انو بوا آسمان کی طرف تکتے ہو بولیں۔۔۔

اے ہٹاؤ بھی انو بوا ہر وقت بیٹے کا رونا۔۔۔غریب بچہ ہے بال بچوں کا ساتھ ہے صابرہ دادی نے ماتھے پر بل ڈال کر انو بوا کو ٹوکا۔۔

بھابی۔۔۔تمہارے دل کو نہیں لگی جو میرے جی کو لگی ہے۔۔۔تمہیں اللہ نے سعادت مند بیٹا دیا ہے۔۔اس کا غرور ہے تمہیں۔۔انو بوا بھی چیخ کر بولیں۔۔۔

اے خبردار۔۔۔مجھے کوئی غرور ورور نہیں اللہ کی امانت ہے۔۔۔اللہ جیتا رکھے۔۔۔

تمہارے اپنے مزاج کا قصور ہے جو تمہاری بہو سے نہیں بنتی۔۔۔صابرہ دادی نے پھر اپنی ازلی صاف گوئی سے انو بوا کی خبر لی۔۔۔

میرا مزاج۔۔۔؟ اے تو کیا پاؤں دابوں بہو کے۔۔۔پانچ بچوں کی چھلا چھپائی نہیں کی؟ وہ ہے ہی نمک حرام۔۔۔مطلب نکلتے ہی آنکھ پھیر لیتی ہے۔۔۔تمہارا کون سا مزاج بھلا ہے وہ تو نصیب سے تمہیں بہو اچھی ملی ہے۔۔منہ میں زبان نہیں ہے اور تمہاری اچھی گزر بسر ہو رہی ہے۔۔۔ہماری ماں سے تو تمہاری ایک دن نہیں بنی۔۔۔انو بوا نے بھی صابرہ دادی کو آڑے ہاتھوں لیا۔۔۔

تو تم اپنی اماں ہی پر تو پڑی ہو۔۔۔ذرا رسانیت نہیں تھی اللہ بخشے ہماری ساس میں۔

ہاں۔۔۔اب تم میری مری ماں کے پیچھے پڑ جاؤ۔۔۔انو بوا سخت برا مان کر بولیں۔۔۔بات تم نے نکالی ہے۔۔۔ڈھنگ طریقے کا بولو تو کیوں کسی سے چار بات سنو۔۔۔صابرہ دادی تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ پیچھے ہٹتیں۔۔۔

دیکھ رہی ہو دلہن اپنی ساس کو۔۔۔؟ انو بوا کو کچھ نہ سوجھا تو خالدہ بیگم سے فریاد کی

چھوڑیں اماں۔۔۔خوشی کا موقع ہے۔۔۔بچی خوشی خوشی گھر آئی ہے۔۔۔

خالدہ بیگم نے جھگڑا رفع کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔

یہ تو تم بولو دلہن مرے ہو کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیے؟ ایمان کی بولو۔۔۔انو بوا مصر ہوگئیں

ارے ہم تو زندہ کو نہیں بولتے تھے۔۔۔گن کر روٹی آگے دھرتی تھی تمہاری ماں آدھا پیٹ کھا کر اٹھتے تھے سارے خاندان کی چاکری کرتے تھے مگر کبھی ساس کی چغل خوری نہیں کی اپنے نصیب پر صبر کیا۔۔۔صابرہ دادی کے تیور بہت سخت ہو چکے تھے۔۔۔آخر انو بوا ان کی بہو کی حمایت حاصل کرنے کے درپے ہو چکی تھیں۔۔۔

یہ مسئلہ فلسطین ہے کبھی حل نہیں ہوگا۔۔۔آپ لوگ ایسا کریں اپنا اپنا کام شروع کریں ان دونوں کو اسی طرح مصروف رہنے دیں۔۔۔جب بھی ان کا کلیش ہوتا ہے۔خاندان کی ہسٹری کے نئے باب نوٹس میں آتے ہیں۔۔۔نئی جنریشن کی بہت خدمت کر رہی ہیں دونوں۔۔۔وقار نے اتنا کہہ کر اپنی ٹی شرٹس اٹھا کر دوڑنے کی سوچی۔۔۔دیکھو کتنا ہوشیار ہے۔۔۔یہ لونڈا۔۔۔انگریزی میں ہمیں برا بھلا کہہ رہا ہے۔۔انو بوا نے برافروختہ ہو کر خالدہ بیگم سے

شکایت کی۔۔۔

بری بات ہے وکی۔۔۔۔خالدہ بیگم نے تنبیہ کی۔۔۔

ٹھیک ہی تو کہہ رہے ہیں وقار بھائی۔۔۔وہ تو انگریزی میں آپ دونوں کی تعریف کر رہے ہیں اور آپ برا مان رہی ہیں۔۔۔شانی نیوقار کی طرف دیکھ کر ایک آنکھ دبائی اور ہنسا۔۔۔اے لو۔۔۔صابرہ بیگم کا پوتا میری کیوں تعریف کرنے لگا۔۔۔؟انو بوا نے بے یقینی سے کہا۔ہاں۔۔۔اسی صابرہ بیگم کا بیٹا تمہیں ماں برابر سمجھتا ہے۔۔۔صابرہ دادی جل کر بولیں ہاں تو اپنے باپ پر پڑا ہے۔۔۔اللہ بخشے زمانہ آج تک تعریف کرتا ہے میرے بھائی کی۔۔۔بڑے دل کا کھلے ہاتھ کا۔۔۔اس کے جیتے جی کبھی چولہا ٹھنڈا نہیں ہوا۔۔۔دو چار باہر کے دسترخوان پر ہمیشہ ہوتے تھے۔۔۔انو بوا نے بڑے فخریہ انداز میں کہا۔۔۔

اے بیوی۔۔۔تو تم لوگ ہمارے در پر آ کیوں تھے؟ ہم خود آ کر بیٹھ گئے تھے تمہارے گھر میں۔۔۔ایسے ہی کیڑے پڑے ہوتے تھے ہم میں۔۔۔میں نے تو سنا ہے تمہارے اماں کے مزاج کی وجہ سے تمہیں کوئی اپنی بیٹی دیتا ہی نہیں تھا۔۔۔وہ تو میرے ابا سیدھے تھے آ گئے تم لوگوں کے چکر میں۔۔۔صابرہ دادی نے غضب ناک لہجے میں کہا۔۔۔

۔۔۔رے۔۔۔اماں۔۔۔بس ناں۔۔۔چھوڑیں بھی۔۔۔کیا رکھا ہوتا ہے پچھلی باتوں میں کیوں جان جلاتی ہیں گڑے مردے اکھیڑ کر۔۔۔بس پانی پئیں اور غصہ ٹھنڈا کریں۔۔۔عارف بھی آتے ہوں گے۔۔۔نماز کا وقت ہو چلا ہے نماز کے بعد میں کھانا لگاتی ہوں۔۔۔اتنے مزے کی کڑھی بنی ہے بس آپ کھائیں گی تو مزہ آ جائے گا۔۔۔کڑی پتہ ختم ہو گیا تھا بہت ڈھونڈ کر لائی ہوں کڑی پتے کے بگھار کے بغیر تو کڑی ادھوری رہتی ہے۔۔۔

چلو بچوں نماز کی تیاری کرو۔۔۔فرحانہ سنک میں کچھ برتن پڑے ہیں دھو ڈالو۔۔۔خالدہ بیگم یوں گویا ہوئیں کہ درمیان میں سانس نہ لی مبادا وقفے سے فائدہ اٹھا کر دونوں میں سے پھر کوئی شروع ہوجا۔۔۔

نعمانہ دھیرے دھیرے اپنے سوچے ہو پروگرام پر مرحلہ وار عمل درآمد کر رہی تھی اور سات آٹھ مہینوں میں گھر میں بہت سی اچھی تبدیلیاں نمایاں نظر آنے لگی تھیں۔۔۔کچن اور واش روم بھی جدید انداز میں ڈھل چکے تھے۔۔۔ڈرائنگ روم میں پلنٹڈ کارپٹ اور میچنگ کرٹن نظر آ رہے تھے کچھ خوبصورت ڈیکوریشن پیس کا بھی اضافہ ہو چکا تھا۔۔۔عاریف حسین نے سختی سے خالدہ بیگم کو سختی سیکہہ دیا تھا کہ وہ جو کر رہی ہے اسے کرنے دو ٹوکو نہیں۔۔۔ہم اگر اس کے خوابوں کی تکمیل سے معذور تھے تو اسے اپنی محنت سے خوشیاں حاصل کرنے دو۔۔۔

لہٰذا خالدہ بیگم بہت سی چیزوں کو فضول خرچی کے زمرے میں سمجھتے ہو بھی خاموش رہتی تھیں۔۔۔گھر میں بہت سی سہولتوں کا اضافہ ہوا تھا سب سے زیادہ خوش خالدہ بیگم اس لیے تھیں کہ گھر میں گرم پانی کی سہولت ہو گئی تھی اور گھر کے روزمرہ امور انجام دینا ہلکا لگنے لگا تھا۔۔۔کیونکہ انہیں اپنی ساسوں کے ساتھ منہ اندھیرے بیدار ہونے کی عادت تھی۔۔۔صبح کو ٹھنڈے پانی کی وجہ سے ضروری کام کرنے کے بعد انہیں آ روز نزلہ زکام کی شکایت رہنے لگی تھی۔۔۔گرم

پانی کی وجہ سے کپڑے بھی زیادہ اچھے دھلتے تھے۔۔۔

خود نغمانہ میں خاصی نمایاں تبدیلی آ چکی تھی۔۔ پارلر سے بال سیٹ کرا لیے تھے جدید فیشن کے ملبوسات پہنتی تھی۔۔ میچنگ جیولری کے ساتھ۔۔۔ ہینڈ بیگ قیمتی اور اصلی لیدر کا تھا۔۔۔ ریسٹ واچ قیمتی تھی۔۔۔ کاسمیٹکس اعلیٰ کوالٹی کا یوز کرتی تھی۔۔۔ پرفیوم ایسا استعمال کرتی تھی کہ گھر سے جانے کے بعد بھی گھنٹوں گھر مہکتا رہتا تھا۔۔۔ دونوں دادیوں کو اس کی بہت سی باتوں پر اعتراض ہوتا تھا مگر عارف حسین کی وجہ سے بس بل کھا کر وہ جاتی تھیں۔۔۔

اسے سال میں دو بونس ملنے کی خبر بھی مل چکی تھی۔۔۔ اس لیے اپارٹمنٹ کی بکنگ اس نے بونس پر اٹھا رکھی تھی۔۔۔

بہن بھائیوں کو بھی وہ اکثر نوازتی رہتی تھی جس کی وجہ سے وہ اس کی بہت ماننے لگے تھے اسے دسمبر میں بونس ملنا تھا اس لیے اس نے شہر میں مختلف پروجیکٹس دیکھنا شروع کر دیے تھے۔۔۔ تاکہ وہ کوئی ایسا اپارٹمنٹ منتخب کر سکے جو اس کی رینج میں آتا ہو اور جس کا قبضہ ملنے میں زیادہ دیر نہ ہو۔۔۔

اس نے سوچا تھا۔۔۔ وہ پانچ کمروں کا اپارٹمنٹ بک کرا گی اس میں تین واش روم تو لازمی ہوں گے۔۔۔ گنجائش بھی زیادہ ہوگی۔۔ گھر کون سا روز روز لیے جاتے ہیں۔۔۔

وہ بہت بے چینی سے دسمبر کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ کہ اس کا دیرینہ خواب کا پہلا مرحلہ شروع ہونا تھا۔۔۔

مگر۔۔۔ چھناک سے کہیں کوئی بلور ٹوٹا اور کرچی کرچی ہو گیا۔۔۔

وہ چھٹی کے روز حسب عادت صبح ہی کپڑوں کی دھلائی میں مصروف ہو گئی تھی۔۔۔ کہ شانی اس کے پاس چلا آیا۔۔۔ ایک عجیب سی جھجک اس کے انداز میں تھی۔۔۔

وہ۔۔۔ آپی۔۔۔ آپ سے بہت ضروری بات کرنا ہے۔۔۔ وہ بولا۔۔۔

اے تو کرو ناں۔۔۔ اتنا کیوں شرما رہے ہو۔۔۔ کوئی لڑکی وڑکی پسند آ گئی ہے؟ مسکرا کر اسے چھیڑتے ہو بولی۔۔۔

اے گولی ماریں لڑکی کو۔۔۔ لڑکیاں بہت۔۔۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ پہلے لڑکی حاصل کرنے والا حلیہ تو بنا ئیں۔۔۔ اس حال میں تو روزمیری ہی ملے گی اس کا اشارہ باہر گلیوں میں جھاڑو لگانے والی جمعدارنی کی طرف تھا۔۔۔ اس میں ادائیں بہت تھیں جس کی وجہ سے وقار نے کرسچین ہونے کی وجہ سے اس کا نام روزمیری رکھ چھوڑا تھا ورنہ اصلی نام تو اس کا پروین تھا۔۔۔

نغمانہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔۔

اچھا تو پھر خود ہی بتا شک یا مسئلہ ہے؟

آپی۔۔۔ ابو چاہتے ہیں کہ میں یمی اے کروں۔۔۔ یا کامرس کی لائن میں رہ کر آئی سی ایم کروں۔۔۔ مگر میں ایم بی اے میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں میں بی بی اے کرنا چاہتا ہوں اس میں اسکوپ بہت ہے۔۔۔ مگر بیڈ را مہنگا ہے۔۔۔ پینتالیس پچاس ہزار۔۔۔ پر سمسٹر پڑے

گا۔۔۔آپ تو لون وغیرہ لے سکتی ہیں ناں۔۔۔لاکھ سوا لاکھ تک تو ارینج کر سکتے ہیں۔۔۔
باقی۔۔۔شاید وہ اسی لیے چاہتے ہیں کہ میں ایم بی اے کروں یہ لاکھ سوا لاکھ تک ہو جا گا۔مگر
میرا انٹرسٹ ہی نہیں ہے۔۔۔وہ بہت آہستہ آواز میں نظریں جھکا کر کہہ رہا تھا۔۔۔

نغمانہ نے مشین سے کپڑے نکالنے، نچوڑنے کا عمل ترک کر دیا۔۔۔وہ کسی گہری سوچ
میں ڈوب گئی تھی۔۔۔

شروع میں تمہیں کتنے پیسے چاہیے ہوں گے۔۔۔؟ اس نے کسی دھیان سے چونک کر
شانی سے سوال کیا۔۔۔

پر سمسٹر ابو بیس ہزار تک کر دیا کریں گے۔۔۔باقی بیس پچیس ہزار کا مسئلہ ہوا کرے گا۔
۔۔وہ نظریں جھکا کر بولا۔۔۔

اس میں سمسٹر فیس، کنوینس، لنچ وغیرہ سب ہی شامل ہیں۔وہ مزید بولا۔ہوں۔۔۔
ٹھیک ہے تم ایڈمیشن سے ایک ہفتہ پہلے بتا دینا میں انتظام کر دوں گی۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہہ کر
دوبارہ اپنے کام میں منہمک ہو گئی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔کیریئر ہی تو بنا رہا ہے۔۔۔عیاشی تو نہیں کر رہا۔۔۔مجھے اس کی ہیلپ
ضرور کرنی چاہیے۔۔۔وہ شانی کے اندر چلے جانے کے بعد خلوص سے سوچ رہی تھی کہ ذرا دیر
میں بن جا گا مجھے کیا فرق پڑتا ہے اس کی تو زندگی بن جائے گی۔

اسی مصروف ترین شب و روز کے درمیان ایک بہت اچھا رشتہ آ گیا۔۔۔لڑکا ایم بی
اے تھا اور ہوٹل مینجمنٹ میں ڈپلومہ ہولڈر تھا اور کسی پرائیوٹ فرم میں اچھی پوسٹ پر تھا خالدہ
بیگم کی کسی سہیلی کے توسط سے یہ رشتہ آیا تھا فیملی بھی بہت مختصر تھی۔دوسرے لڑکا خوش شکل اور
خوش لباس بھی تھا۔۔۔خالدہ بیگم کو تو یہ رشتہ دل و جان سے پسند آیا انہوں نے بہت خوش خوش
نغمانہ سے تذکرہ کیا۔۔۔

مگر نغمانہ نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر صاف انکار کر دیا۔۔۔

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا امی۔۔۔تقریباً پانچ سال تک تو آپ میری شادی کا سوچیے بھی
نہیں۔۔۔ممکن ہی نہیں۔۔۔

کیوں۔۔۔؟ خیریت تو ہے؟ ایک دو نہیں پورے پانچ سال؟ وہ ہکا بکا رہ گئیں۔۔۔

امی۔۔۔ابھی شانی کا بی اے شروع ہو رہا ہے پھر آپ کو پتہ ہے مجھے اپنے نام کا گھر حاصل
کرنے کا کتنا شوق ہے۔اس کے لئے میں دن رات محنت کر رہی ہوں۔۔۔پلیز مجھ پر
زبردستی کچھ مسلط نہیں کیجیے گا ورنہ میں ٹوٹ جاؤں گی۔۔۔پلیز۔۔۔خالدہ بیگم نے اس کا ملتجی
انداز دیکھا اور کچھ سوچنے لگیں۔۔۔

بیٹیاں اپنے گھر ہی میں اچھی لگتی ہیں۔۔۔شادیاں تو ایک ہونا ہی ہوتی ہیں پھر اتنی تاخیر
کرنے کا کیا فائدہ۔۔۔؟

مگر اس پر کوئی دلیل کارگر نہ ہوئی۔۔۔

شانی کی تم ذمہ دار نہیں ہو جو میں اس کی وجہ سے تمہاری عمر نکالوں۔۔۔اسے اپنی حیثیت

کے مطابق پلاننگ کرنا چاہیے۔۔۔رہی گھر ور کی بات تو یہ محض تمہارا پاگل پن ہے۔جس عورت کو محنت کی عادت ہوتی ہے وہ جہاں رہتی ہے اس کے پاؤں جم جاتے ہیں خالدہ بیگم یہ کہہ کر اس کے پاس سے ہٹ گئیں۔۔۔

عارف حسین بھی کئی روز متفکر رہے اور دونوں دادیوں نے تو آسمان سر پر اٹھا لیا پانچ سال؟ اوئی۔۔۔دلہن ایسی ڈھلتی عمر میں بیاہ ہوگا تو کتنی عمر میں جوان بچے دیکھے گی۔۔۔؟ صابرہ دادی نے کہا۔

اور نہیں تو کیا۔۔۔یہی تو صحیح عمر ہوتی ہے شادی کی بال بچے پالنے کی طاقت بھی ہوتی ہے عورت میں اور اپنی زندگی میں اپنی اولاد کی بہاریں بھی دیکھ لیتی ہے۔۔۔ڈھلتی عمر میں عورت کمزور ہوجاتی ہے۔۔۔اس میں وہ طاقت کہاں ہوتی ہے جو چڑھتی عمر میں ہوتی ہے۔۔۔انو بوا بولیں۔۔۔

اس عارف حسین کیوں نہیں سمجھاتے بیٹی کو۔۔۔مدتوں بعد دونوں کسی بات پر متفق ہو کر عارف حسین کے پیچھے پڑ گئیں۔۔۔

اماں وہ عام لڑکی نہیں ہے۔۔۔جسے صرف شادی بچوں کا شوق ہو۔۔۔اس میں کام کرنے کی لگن اور وقت کی قدر و قیمت کا احساس ہے۔۔۔میں اسے ہمیشہ کے لئے اداس نہیں کر سکتا۔۔۔انہوں نے ماں اور پھوپھی سے صاف معذرت کر لی بہرحال خواتین نے بہت سمجھداری سے کام لے کر یہ رشتہ فرحانہ کی طرف منتقل کروا دیا۔انہیں اتنے اچھے رشتے سے

ہاتھ دھونا منظور نہیں تھا۔۔۔

گھر میں ہر وقت کی چیں چیں بند ہوئی اور نغمانہ نے بھی سکوں کا سانس لیا۔۔۔

شانی کے دو سمسٹر تک تو وہ اپنے خواب کی تکمیل کا پہلا مرحلہ شروع نہ کر سکی۔البتہ قدرت نے اس پر مہربانی کی اس کی ترقی ہوگئی۔دو ہزار روپے کا اضافہ ہوا۔۔۔تو اس نے ایک اپارٹمنٹ باپ کے صلاح مشورے سے بک کرا لیا لوکیشن بہت اچھی تھی فرسٹ فلور، کارنر اور ویسٹ وپن اس کی خصوصیات تھیں شہر کے بالکل درمیان میں تھا۔پانچ کمرے تین واش روم وسیع بالکونی، کار پارکنگ وغیرہ کی سہولت تھی۔

تکمیل تک وہ اسے بارہ لاکھ میں پڑنا تھا اس نے بہرحال اچھی امید کے ساتھ بسم اللہ کر دی اور تیس ہزار جمع کرا کر بکنگ کرا لی۔۔۔اگلے مہینے تک اسے مزید بیس ہزار جمع کرا کر ایلوکیشن لیٹر حاصل کرنا تھا۔۔۔

وہ بہت خوش تھی۔۔۔اس کے سب سے حسین خواب کی تکمیل کا پہلا مرحلہ شروع ہوا تھا۔اس کی چال میں عجب سی ترنگ آ گئی تھی۔۔۔شانی کے لیے اس نے لون لے لیا تھا۔۔۔

اس کی کلاسز بھی شروع ہو چکی تھی اس وقت واقعی مسرت سے دوچار تھی۔۔۔بالکل شل گھر میں داخل ہوتی تھی مگر صبح کو پھر ایک نئی امنگ کے ساتھ بیدار ہوتی تھی۔۔۔

آج وہ ذرا جلدی آ گئی تھی اس لیے نہانے چلی گئی نہا کر واپس آئی تو مغرب کی اذانیں شروع ہو چکی تھیں سب گھر والے نماز کی تیاریوں میں مصروف تھے۔اس نے بھی جلدی جلدی

ذرا دیر سے بال سکھا اور نماز پڑھنے چھت پر چلی گئی موسم آج کل بہت اچھا تھا نہ گرمی نہ سردی کھلی چھت پر نماز پڑھنا بہت اچھا لگتا تھا۔۔۔

نماز پڑھنے کے بعد وہ یونہی جانماز پر بیٹھ کر کسی دھیان میں گم ہو گئی اسے احساس تک نہ ہوا کہ رات کی سیاہی پھیلنا شروع ہو گئی ہے۔۔۔

خالدہ بیگم نے آ کر اسے چونکایا۔۔۔

خیریت تو ہے بہت دیر نہیں ہو گئی۔۔۔ کیا قضا بھی پڑھ رہی تھیں۔۔۔ انہوں نے سرمئی اجالے میں اس کا چہرہ بغور دیکھا۔

ہاں۔۔۔ نہیں تو امی۔۔۔ بس ایسے ہی ٹھنڈی ہوا اچھی لگ رہی تھی۔۔۔ وہ چونک کر مسکرائی بیٹا ایسی بھی گرمی نہیں پڑ رہی کہ نہا کر چھت پر بیٹھ گئیں۔۔۔ کوئی پریشانی تو نہیں ہے خدانخواستہ۔۔۔؟ وہ فکرمندی سے پوچھ رہی تھیں۔۔۔

نہیں امی۔۔۔ اللہ کا شکر ہے کوئی پریشانی نہیں۔۔۔ آفس میں بھی ماحول بہت اچھا ہے۔۔۔ سب لوگ فرینڈلی کام کرتے ہیں۔۔۔ آپ فکرمند نہ ہوں۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ اس نے ماں کو مطمئن کیا۔۔۔

وہ میں کئی روز سے تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہ رہی تھی۔ مگر موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔

جی امی کہیے۔۔۔ ایسی بھی کیا بات ہے جو آپ اتنا تکلف کر رہی ہیں۔۔۔؟ اسے ماں کی جھجک پر حیرت ہوئی۔۔۔

نہیں تکلف کی بات تو نہیں۔۔۔ بیٹی ہو تم میری۔۔۔ سوچتی ہوں تم پریشانی میں نہ پڑ جاؤ۔۔۔ مگر وقار بہت پیچھے پڑا ہوا ہے تو مجبوراً تم سے بات کر رہی ہوں۔۔۔

وقار کی بات ہے؟ کہیے۔۔۔ کیا مسئلہ ہے اس کا۔۔۔؟ اس نے قدرے الجھ کر پوچھا۔۔۔

۔ وہ باہر جانا چاہتا ہے۔۔۔ کہتا ہے آپی کب تک اپنی محنت سے سب کو ایزی رکھیں گی ان کی شادی بھی کرنا ہے اور مجھے یہاں کوئی ہینڈسم سی جب ملنا مشکل ہے۔۔۔ ایک ریکروٹنگ کمپنی میں بات کی ہے۔۔۔ کوریا جانے کے لیے۔۔۔ ایک لاکھ بیس ہزار تک کا خرچہ ہے کہہ رہا ہے آپی اگر ارینج کر دیں تو میں تھوڑا تھوڑا کر کے دو سال میں واپس کر دوں گا۔۔۔ اب تم اپنی سہولت سامنے رکھتے ہو جواب دو یہ خیال نہ کرو کہ منع کر دینے پر بھائی ناراض ہو جا گا۔۔۔ وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہو بہت شفیق لہجے میں کہہ رہی تھیں۔۔۔

ایک لاکھ بیس ہزار؟ وہ دھک سے رہ گئی۔۔۔

وہ گھر جیسے داخلی دروازے پر وہ ہاتھ دھرے کھڑی تھی پھر جادو کے زور سے دور پر ے نظر آنے لگا۔۔۔

لون لینے کے بعد جو سیلری ہاتھ آیا کرے گی کیا وہ ماہانہ قسط آسانی سے دے دیا کرے گی؟ پھر اس کے اپنے اخراجات بھی ہوتے ہیں۔۔۔

اگر وہ منع کر دے گی تو بھائی کے دل میں کدورت نہ آ جا کہ میں نے وسائل رکھتے ہو اس کی ہیلپ نہیں کی۔۔۔ شاید وہ زندگی بھر یہ بات بھلا نہ سکے۔۔۔ یوں بھی اسے محسوس ہوتا تھا

کہ اس کا کھلا ہاتھ دیکھ کر اس کے بہن بھائی اس سے بہت سی توقعات وابستہ کر چکے ہیں۔۔۔

میں کوشش کروں گی امی۔۔۔آپ کو پرسوں تک فائنل جواب دے دوں گی۔۔۔اس نے اٹھتے ہو کہا۔۔۔

ٹھیک ہے بیٹا۔۔میں اس کے کان میں یہ بات ڈال چکی ہوں کہ تمہاری بہن مردوں کی طرح صبح شام محنت کرتی ہے روپیہ پیڑوں پر نہیں اگتا تم اس کی رقم ضرور واپس کر دیا خالدہ بیگم نے یہ یقین دہانی ضروری سمجھی۔۔۔کہ وقار اس سے مدد نہیں قرض مانگ رہا ہے۔۔۔وہ جواب میں کچھ نہیں بولی۔۔اور جانماز تہہ کرنے لگی تھی۔۔۔

اس نے ڈیڑھ لاکھ کا مزید لون لے لیا اور تنخواہ تقریباً آدھی رہ گئی۔۔۔

ایک لاکھ بیس ہزار اس نے وقار کو دے دیے بیس ہزار جمع کرا کر اپارٹمنٹ کا ایلوکیشن لیٹر حاصل کر لیا اور دس ہزار جمع رہنے دے کہ شانی کے اگلے سمسٹر میں کام آئیں گے۔۔۔پیسہ ملتے ہیں وقار نے بھاگ دوڑ تیز کر دی۔۔۔اسے دیار غیر میں کمانے کا جنون لاحق ہو چکا تھا آخر اس کی بھاگ دوڑ رنگ لائی اور ایک رات وہ کوریا روانہ ہو گیا۔۔دونوں دادیاں بہت روئیں اور دونوں نے اپنے اپنے امام ضامن باندھے اور الوداع کہا۔۔۔

گھر میں سب نے سکون کا سانس لیا کہ آخر اس گھر کا لڑکا بھی برسر روزگار ہو گیا اور عارف حسین کا بوجھ بٹ گیا۔۔۔

انہی دنوں فرحانہ کے سسرال والے شادی پر زور دینے لگے کہ بات چیت ہوئے آٹھ مہینے ہو گئے ہم نے چھ مہینے کا کہا تھا۔۔۔

عارف حسین نے اسی ہزار دفتر سے قرض لے کر خالدہ بیگم کے ہاتھ پر رکھ دیے کہ میں اتنی ہی رقم کا انتظام کر سکتا ہوں۔۔۔

خالدہ بیگم نے اللہ کا شکر ادا کر کے اسی میں انتظام شروع کر دیا۔۔۔لڑکی کی شادی کے چند بڑے اخراجات ہوتے ہیں۔۔۔ضروری فرنیچر چند سونے کی چیزیں اور بارات کے دن کا کھانا۔۔۔خالدہ بیگم فرحانہ کے سسرال والوں نے شروع ہی میں صاف صاف بات کر چکی تھیں کہ ہم سفید پوش لوگ ہیں آپ ہم سے بھاری جہیز کی توقع مت کیجیے گا۔۔۔وہ لوگ بھی بہت سیدھے سادھے وضعدار لوگ تھے کہنے لگے ہم نے لڑکی اور خاندان دیکھ کر رشتہ کیا ہے ورنہ بابر جیسے لڑکے کو بہت پیسے والوں کے ہاں بھی رشتہ مل سکتا تھا۔۔۔

مگر دنیاداری کی خاطر بھی اور اپنی عزت کے لیے بھی بہت کچھ نہیں تو تھوڑا بہت کرنا پڑتا ہے۔ برتن و کپڑے تو خالدہ بیگم نے اچھے خاصے جمع کیے ہوئے تھے۔ بس زیور، فرنیچر اور کھانا اس وقت انہیں لازمی کرنا تھا کم سے کم پانچ سو مہمانوں کے کھانے کا انتظام تو انہیں لازمی کرنا تھا۔۔۔اور روایتی شادی بیاہ کے کھانے پر تقریباً ڈیکوریشن سمیت تیس ہزار لاگت آ رہی تھی۔۔۔زیور بھی پندرہ بیس ہزار سے کم میں نہیں بننا تھا۔۔۔بہت مدت پہلے جب عارف حسین نے یہ گھر خریدا تھا خالدہ بیگم نے اپنا تمام جہیز بری کا زیور فروخت کر دیا تھا۔۔۔ہاتھ میں ایک انگوٹھی اور گلے میں ایک چین پڑی ہوئی تھی۔۔۔درمیانے درجے کا بیڈ روم سیٹ بھی چالیس

ہزار تک کا تھا۔۔۔ پھر دیگر چھوٹی موٹی رسومات اور آنے والے مہمانوں کا اخراجات۔۔۔ پھر کپڑوں کی سلائیاں کڑھائیاں۔۔۔ سوچتے سوچتے ان کے سر میں درد ہونے لگتا۔۔۔

آج کل یہ ان کا معمول بن گیا تھا کہ ضروری کاموں سے فارغ ہو کر کونے میں پڑے پلنگ پر لیٹ کر ادھیڑ بن میں لگ جاتیں ذہن ماحول سیکٹ جاتا۔۔۔ دونوں ساسوں کی بحث و تکرار بھی ان کو متوجہ نہیں کر پاتی۔۔۔

نغمانہ سے ان کا یہ حال چھپا نہ رہ سکا اس نے تو ہوش سنبھالنے کے بعد سے اب تک ماں کو بیکار پلنگ پر لیٹے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ خیر وہ پوچھ بیٹھی۔۔۔

امی جان۔۔۔ کیا بات ہے آپ کی طبعت تو ٹھیک ہے ناں۔۔۔؟

الحمد للہ۔۔۔ بیٹی میں بالکل ٹھیک ہوں بس یونہی تھکن اتارنے کے لیٹ گئی تھی۔ تم پریشان نہ ہو۔۔۔ انہوں نے بیٹی کو تسلی دی۔۔۔

نہیں امی کوئی بات تو ہے جو آپ چھپا رہی ہیں۔۔۔ بہت چپ چپ رہنے لگی ہیں۔ مجھ سے بھی چھپاتی ہیں؟ اس نے شکوہ کیا۔۔۔

نہیں بیٹا غلط گمان نہ کرو وہ فرحانہ کی تاریخ طے ہو گئی ہے ناں بس انتظامات کے بارے میں سوچنے بیٹھ جاتی ہوں۔۔۔ اچھا خاصہ کام ہوتا ہے شادی بیاہ بھی۔۔۔ وہ اتنا کہہ کر خاموش ہو گئیں۔۔۔

کیا کوئی فائنینشل پرابلم۔۔۔ ابو نے پیسے تو دیے ہیں ناں۔۔۔؟ اس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔۔۔

ہاں دیے تو ہیں۔۔۔ مگر تھوڑا بہت قرض ادھار کرنا پڑے گا جس سے میں ہمیشہ بچتی آ رہی ہوں۔۔۔ وہ آہستگی سے کہہ رہی تھیں۔۔۔ تمہارے ابو نے اسی ہزار دیے ہیں کپڑے برتن لحاف کمبل وغیرہ تو گھر میں موجود ہیں مگر فرحانہ نے جو بیڈ روم سیٹ پسند کیا ہے وہ پچاس ہزار سے کم کا نہیں ہے کہہ رہی تھی تھوڑے بہت پیسے تو آپی بھی دے سکتی ہیں ان کی سیلری اچھی خاصی ہے تب ہی تو ہزاروں روپے کے کپڑے ہر مہینے بنا لیتی ہیں خیر میں نے اس کو سمجھا دیا کہ اسے باہر نکلنا ہوتا ہے ظاہر ہے جگ بھاتا پہننا ہوتا ہے۔۔۔ کچھ تم نے بھی دے دے کر اس کا دماغ خراب کر دیا ہے۔۔۔ خالدہ بیگم دل کی بات زیادہ دیر چھپا نہ پائیں۔۔۔ آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں امی۔۔۔ اچھے کپڑے میری کمزوری تھے مگر اب مجبوری ہے۔ جس سیٹ پر میں کام کر رہی ہوں۔۔۔ جس ماحول میں کام کر رہی ہوں اچھے کپڑے اب میری ملازمت کا حصہ ہیں۔۔۔

آپ نے اس کے فرنیچر کے لیے جو رقم فکس کی تھی اس میں جتنے کم پڑ رہے ہیں میں دے دوں گی۔۔۔ فرحانہ ابھی بہت چھوٹی ہے مگر خواب تو سب دیکھتے ہیں ناں امی؟ اور شادی تو ایک بار ہوتی ہے۔۔۔ اتنا کہہ کر وہ فوراً اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔ اپنا گھر چار قدم مزید فاصلے پر چلا گیا تھا۔۔۔

فرحانہ کی شادی بخیر و خوبی انجام پا گئی۔۔۔ وقار البتہ شریک نہ ہو سکا تھا ابھی تک اس نے

گھر میں کوئی پیسہ ٹکا نہیں بھیجا تھا کہ ابھی تنخواہ سے کچھ بچ نہیں پاتا بہت مہنگائی ہے دوسرے کنوینس کا بڑا مسئلہ تھا اس لیے تھوڑے بہت پیسے بچا کر میں نے کار لے لی ہے۔۔۔ انشا اللہ عنقریب کچھ پیسے بھیجوں گا۔۔۔۔

خالدہ بیگم نے یہ بات دونوں ساسوں کو بتادی تھی جو آ روز ان سے پوچھا کرتی تھیں۔

۔۔اتنے دن ہوگئے وقار نے گھر کچھ نہیں بھیجا۔۔۔ کہیں لونڈے نے کسی میم سے بیاہ تو نہیں کرلی؟ ایک دن انو بوا کو تشویش لاحق ہوئی۔

تمہارے منہ میں خاک۔۔۔ انو بوا کبھی تو نیک فال منہ سے نکال لیا کرو۔ صابرہ دادی تو تڑپ کر رہ گئیں۔۔ ان کی کل پانچ نواسیاں تھیں انہوں نے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ دو تو وہ عارف حسین کے گھر میں لائیں گی تا کہ ان کی بیٹیوں کا بوجھ ہلکا ہو اور بچیاں اپنوں ہی میں آئیں ان کے خوابوں کے شیشے پر تو انو بوا نے پتھر کھینچ مارا تھا۔۔۔

ارے تو بھابی میں کون سا انہونی کہہ رہی ہوں۔۔۔ یہی کرتے ہیں لونڈے پردیس کمانے جاتے ہیں اور وہیں گھر گرہستی کر لیتے ہیں۔۔ خوب کہا لونڈے نے کہ بچتا ہی نہیں لاکھ دو لاکھ لگا کر وہاں پیٹ پالنے گیا تھا۔۔۔ ماں کی ٹھنڈی چھاؤں چھوڑ کر۔۔۔۔ روٹی تو اسے پیٹ بھر کر باپ کی کمائی سے بھی مل رہی تھی۔۔۔۔ انو بوا کے دل میں جو بھی کہہ ڈالی۔۔۔

اب بیٹھی تا وچ کھاتی رہیں صابرہ بیگم۔۔۔

پردیس میں انسان کی سو مجبوریاں ہو سکتی ہیں۔۔ جمعہ جمعہ آٹھ دن تو ہوئیں اسے یہاں سے گئے۔۔ کبھی کچھ اچھا نہ سوچنا۔۔۔ مردہ بولے کفن پھاڑ کے بولے۔۔۔ صابرہ دادی کی تو غصے سے بری حالت ہو رہی تھی۔۔۔ کتنا ارمان تھا انہیں پوتے کے بیاہ کا اور بارات میں چکن کا کرتا اور آڑا پاجامہ پہن کر دولہا کے برابر میں بیٹھنے کا۔۔۔

اتفاق سے عارف حسین گھر ہی میں تھے اور کمرے میں فائلیں کھولے بیٹھے تھے۔۔۔ گھمسان کا رن پڑتے دیکھا تو سفید جھنڈی لہراتے باہر آگئے۔۔۔ اور دونوں سے جنگ بندی کی درخواست کی کہ وہ دفتر کا ضروری کام کر رہے ہیں اور انہیں خاموشی درکار ہے۔۔۔ ماں نے اور پھوپھی نے بہر حال ان کی بات رکھی اور ادھر ادھر ہو گئیں۔۔۔ خالدہ بیگم نے کلمہ شکر ادا کیا۔۔۔

وقت اپنی چال چلتا رہا۔۔۔ وہ دھیرے دھیرے اپنے ٹارگٹ سے قریب ہوتی جا رہی تھی۔ اس دوران بہت سے رشتے آئے مگر اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا۔

جب تک لون ادا نہیں ہو جاتا اور اپارٹمنٹ کی آخری پیمنٹ نہیں ہو جاتی وہ شادی نہیں کرتی۔۔۔ انو بوا کانوں سے خاصی پٹ ہو چکی تھیں اس لیے اب چلتی ہوا تک سے الجھتی تھیں۔۔۔ صابرہ بیگم تو خود بھی الجھنے سے کترانے لگی تھیں کہ کہو کھیت کی سنے کھلیان کی۔۔۔ دوئم انہیں الجھ کر تسلی بھی نہیں ہوتی تھی اس لیے کہ وہ جو تیر چلاتی تھیں خطا ہو جاتا تھا۔۔۔ مثلاً صابرہ بیگم نے کہا یہ بیسن کی ٹونٹی آدھی کھلی ہوئی تھی آدھی ٹنکی خالی ہو گئی ہوگی تو انو بوا نے صحن سے چلانا شروع کر دیا۔۔۔

ہاں بھئی ہم کب کہتے ہیں کہ ہم پیچھے سینواب ہیں۔۔۔ ذات کے فقیر سمجھ لو۔۔۔ مگر تم بھی کیا کرو بھابی اب فقیروں میں تو آ ہی گئی ہو۔۔۔

صابرہ دادی کانوں کو ہاتھ لگاتی کچن میں خالدہ بیگم کے پاس پناہ لیتیں۔۔۔ توبہ توبہ دلہن تم وقار کو ٹیلی فون کر کے کہہ دو کہ انو بوا کے لیے کان کا آلہ بھیج دے۔۔۔ ورنہ کسی دن میرے دماغ کی شریانیں پھٹ جائیں گی۔۔۔

چھوڑیں ماں۔۔۔ بیچاری اونچا سنتی ہین۔۔ معاف کر دیا کریں۔۔ خالدہ بیگم درخواست گذار ہی۔۔۔ انہی دنوں دو حدثے پیش آ ایک افسوس ناک اور ایک خوشگوار۔۔۔

تین سال بعد وقار نے پچاس ہزار کا چیک اپنی شادی کی اطلاع مع دلہن کی تصویر کے بھیجی۔۔۔ اس نے ایک نہایت حسین کورین لڑکی سے شادی کر لی تھی۔۔۔ سارے گھر میں جیسے صف ماتم بچھ گئی دونوں دادیوں نے تخت پر بیٹھ کر اجتماعی گریہ زاری کی۔۔۔

ہا۔۔۔ میرے مولا۔۔۔ کس گناہ کی سزا ملی ہے۔۔۔؟ صابرہ دادی نے آہ و بکا کی اے۔۔۔ اللہ۔۔۔ یہ دن دکھانے کو اتنی لمبی عمر دی تھی۔۔۔

خالدہ بیگم اور عارف حسین کما ضبط کا مظاہرہ کیا اور دونوں کو سمجھانے بجھانے لگے۔۔۔

چھوڑیں اماں۔۔۔ یہ مقدر کی بات ہوتی ہے۔۔۔ شادی تو بچوں کی پسند ہی سے ہونا چاہیے۔۔ زندگی انہوں نے گزارنا ہوتی ہے۔۔۔ ہم تو اپنی زندگی جی چکے۔۔ اب تو یہ بچوں کا وقت ہے۔۔۔ ٹھیک ہے اس نے خوشی پوری کی۔۔۔ آپ اس کی خوشیوں کے لیے دعا کیجیے۔۔۔ شکر ہے اللہ کا کہ بچے کسی غلط راستے پر نہیں پڑے اپنا کما رہے ہیں اپنا کھا رہے ہیں۔۔۔

اے ہٹاؤ عارف حسین یہ خود کو دھوکہ دینے والی باتیں ہین۔۔۔ اسی کو نا ہنجار اولاد کہتے ہیں پچاس ہزار بھیج رہا ہے باپ کو تین سال میں وہ بھی شاید واپسی کا راستہ کھلا رکھنے کے خیال سے۔۔۔ بہن سے لاکھ سوا لاکھ لے کر گیا تھا اس کا تو واپس کر دیتا۔۔۔ آخر کو اس کو بھی اپنے گھر کی کرنا ہے کہ نہیں۔۔۔؟ صبح سے شام تک کولہو کے بیل کی طرح لگی رہتی ہے۔۔ اس سے تو لاکھ درجہ اچھی ہماری بچی رہی۔۔۔ بات کا بوجھ بھی بانٹا اور گھر میں بھی چمک دمک کی۔۔۔ گھر میں ہر طرح کی سہولت کی۔۔۔ اللہ نصیب اچھا کرے۔۔۔ صابرہ دادی نے عارف حسین سے اتفاق نہیں کیا۔۔۔ وہ جس عمر میں تھیں وہاں مصلحتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔۔۔

عارف حسین پھر جواب میں کچھ نہیں بولے۔۔۔

اسی کے ساتھ خوشگوار حادثہ نغمانہ کی زندگی میں ہوا۔۔۔ اس کے آفس میں ایک نئے صاحب وارد ہوتے پینتیس، چالیس کے درمیان عمر تھی۔۔۔ پہلے کسی پرائیوٹ فرم میں تھے۔۔۔ یہاں اچھا موقع ملا تو ریزائین کر کے ادھر چلے آئے بہت گریس فل پرسنالٹی تھی۔۔۔ ۔ وہ یہاں سینیر تھی وہ عہدے مین اس سے سینیر تھے۔۔۔

جبکہ وہ نغمانہ سے بہت متاثر تھے روزانہ کی بات چیپ کے دوران یہ بھی کھلا۔۔۔ وہ بہت صاف گو، دو ٹوک اور اختصار میں بات کرتے تھے۔۔۔

دو ماہ بعد ہی انہوں نے نغمانہ کو پرپوز کر دیا تھا۔۔۔ اپنے والدین کے توسط سے جبکہ

نغمانہ سے ان کا کوئی رومانس وغیرہ بھی شروع نہیں ہوا تھا۔۔۔ جب اسے ماں کے ذریعے علم ہوا کہ اسد کمال کے والدین اس کے رشتے کے سلسلے میں آئے تھے تو وہ حیران رہ گئی۔۔۔ ایک لڑکی ہونے کے ناطے وہ ان کی نظروں کے معنی خیز پیغامات تو سمجھ رہی تھی مگر اسے یہ اندازہ نہیں ہوا تھا کہ وہ اتنے سیریس ہو چکے ہیں۔۔۔ اسے یہ سب بہت اچھا لگا۔۔۔ اس لیے کہ ثابت ہو رہا تھا کہ اسد کمال بہت پریکٹیکل بندے ہیں۔۔۔ نہ انہوں نے ڈائیلاگ بولے نہ ہوٹلنگ وڈرائیو کی طرف آئے۔۔۔ بس سیدھے سیدھے کام کی بات کی۔۔۔

اس نے ماں کو بتا دیا کہ یہ سب اسد کمال نے اپنے طور پر کیا ہے میری ان سے کوئی کمٹ منٹ نہیں ہے۔۔۔ آپ لوگوں کی مرضی ہے قبول کریں یا ریجیکٹ۔۔۔ مجھے البتہ اعتراض اس لیے نہیں ہے کہ وہ میرے کام اور کام میں تجربہ کو بہت اہمیت دیتے ہیں وہ مجھے جاب چھوڑنے کے لئے شاید کبھی نہ کہیں۔۔۔

کئی دن صلاح مشورے ہوتے رہے۔۔۔

عارف حسین کو بس یہ کمی کھٹک رہی تھی کہ اسد کمال کی ذاتی رہائش گاہ نہیں تھی۔ چار بہنوں کی شادیاں کرنے کے بعد ایک بہن اور بھائی کی ذمہ داری اب بھی ان پر تھی اس لیے کہ ان کے والد انجائنا کے مریض تھے اور ریٹائرڈ لائف گزار رہے تھے۔۔۔

صابرہ دادی نے کہا۔۔۔ ارے یہ تو دیکھو کتنا ذمہ دار بچہ ہے۔۔۔ چار بہنوں کی شادیاں کر چکا ہے۔۔۔ اور اب بھی اس پر ذمہ داریاں ہیں کیسے پیسہ جوڑتا اور گھر بناتا اس بیچارے کی تو اپنی عمر ہو گئی۔۔۔ کتنی بڑی قربانی ہے یہ۔۔۔ اور وہ جو ہماری لونڈیا پانچ کمروں کا گھر کر رہی ہے۔۔۔ ان پانچ کمروں میں کیا بھوت ناچیں گے؟ رہنے بسنے کے لئے ہی تو بنایا ہے۔۔۔

عارف حسین نے ماں کے خیالات سے اتفاق کیا۔ جو ساتھ میں یہ بھی کہہ رہی تھیں کہ ہماری بچی کی عمر ڈھل رہی ہے۔۔۔ اس عمر میں اچھا کنوارا رشتہ مل رہا ہے بہت جانو بہر حال یہ رشتہ منظور کر لیا گیا اس بات کو اہمیت دیتے ہو کہ نغمانہ کو کوئی اعتراض نہیں۔۔۔ شانی کا بی۔ بی۔ اے بھی تکمیل کے مراحل میں تھا اس لیے نغمانہ نے مکمل آمادگی کے ساتھ یہ رشتہ منظور کیا۔۔۔

اور اس طرح اسے زندگی کے بخشے ہو یہ دو ماہ جو شادی سے پہلے ملے بہت حسین اور خوشگوار لگے۔۔۔ اس لیے کہ اب سات گھنٹے ہونے والے شریک سفر کے ساتھ گزرتے تھے۔۔۔ رات کو بہت خوبصورت احساسات کے ساتھ وہ نیند کی وادیوں میں اترتی تھی۔۔۔

اسد کمال نے آنے والی زندگی کے حوالے سے اس سے کبھی کوئی بات نہ کی مگر ان کی مسکراہٹ اسے بہت کچھ سمجھاتی وہ مسکراہٹ جس میں دفتر درج ہوتے تھے۔۔۔ ان دو ماہ میں اس کی عمر بھر کی تھکن اتر گئی۔۔۔

اور پھر یہ دو ماہ ہوا کے جھونکے کی طرح گزر گئے۔۔۔ اور ایک شام وہ بھرپور انداز میں روایتی دلہن بنی۔۔۔ بہت خوبصورت سرسبز لان میں شادی کی تقریب منعقد ہوئی اور وہ نغمانہ

عارف حسین سے نغمانہ اسد کمال بن گئی۔۔۔

اسد کمال نے شب زفاف میں بھی اپنے نہایت عملی ہونے کا ثبوت یہ کہہ کر دیا۔۔۔

بیڑہ غرق ہو ان وکٹورین افسانہ نگاروں کا کہانی وہاں ختم کرتے ہیں جہاں سے حقیقت میں کہانی شروع ہوتی ہے۔۔۔مطلب یہ کہ رومانس کا انجام شادی یا ہمیشہ کا میل جبکہ دو انسانوں کی کہانی تو اصل میں شادی کے بعد شروع ہوتی ہے۔۔۔نغمانہ نے سنجیدگی میں کمال مزاح کو سراہا اور عروسانہ ادا کیساتھ مسکرا پڑی۔

زندگی کا دھارا اگرچہ تبدیل ہوا تھا مگر مقصد اور لگن کا عالم وہی رہا بلکہ اب تو اپنے گھر کی اہمیت کا احساس اور شدت سے ہونے لگا تھا جب گھر کا کرایہ، بجلی، گیس، فون کی مد میں چھ سات ہزار کھٹ سے نکل جاتے۔۔۔

اسد کمال ذمہ داریوں کی دلدل میں دھنسے ہوتے انہوں نے نئی دلہن کا ایسا کوئی نخرہ نہیں اٹھایا تھ جس پر خرچہ ہوتا ہو۔۔۔زندگی کی ساتھی ہونے کے ناطے نغمانہ نے ان کی مجبوری کو حقیقت پسندی کے ساتھ قبول کیا۔۔۔اور پہلے کی طرح اپنا بوجھ خود ڈھونے لگی کہ۔۔۔اسد کمال کو روز ہی نیا مسئلہ درپیش ہوتا تھا۔۔۔

بھائی کی فیس جمع کرانا ہے۔۔۔

بہن کی سہیلی کی شادی ہے گفٹ دلانا ہے۔۔۔

بابو جی کو آپ چیک اپ کیلیے جانا ہے۔۔۔

فلاں بہن کے بچے کی سالگرہ ہے۔۔۔

فلاں کے بچے کا عقیقہ ہے۔۔۔

اسد کمال نے یہ کمال ہوشیاری کی خرچہ نغمانہ کے ہاتھ میں دے دیا شاید ماں سے صلاح مشورے کے بعد۔۔۔اب یہ ہوتا ہر قسم کے ڈیوز کے لیے اس سے رابطہ کیا جاتا۔۔۔

نغمانہ کے تو ہوش اڑ گئے۔۔۔اپرٹمنٹ کے ڈاکومینٹیشن چارجز وہ جمع کرا چکی تھی مگر پوسیشن سے پہلے کے اللے تللے ابھی بھگتانا تھے۔۔۔شادی سے پہلے تو ہاتھ میں کچھ نہ کچھ رک جاتا تھا اب تو پہلی کا شدت سیانتظار رہنے لگا اس نے دبی دبی زبان میں کہہ دیا کہ اس کی بچت نہیں ہو پا رہی اسے اپارٹمنٹ کے کچھ ڈیوز، ادا کرنا ہیں۔۔۔اگر جلد ادا ہو جائیں تو اچھا ہے تا کہ ہم سب اپنی ذاتی رہائش گاہ میں منتقل ہو جائیں۔۔۔

جس کے جواب میں اسد کمال نے کہا۔۔۔

نغمانہ میری اپنی کچھ ترجیحات ہیں۔۔۔ظاہر ہے سمنے بھائی کا کیریر ہے۔۔۔چھوٹی بہن کی ذمہ داری ہے۔۔۔میں تو ابھی بھی شادی نہیں کرنا چاہتا تھا مگر بہنیں امی بہت مصر ہوئیں کہ اور عمر ڈھل گئی تو ڈھنگ کی لڑکی نہیں ملے گی۔۔۔وہ اتفاق سے جاب چینج کی اور تم سے ملاقات ہوگئی۔تمہاری دو خوبیوں نے مجھے تمہاری طرف متوجہ کیا ایک تو یہ کہ تم بہت کوآپریٹو نظر آئیں دوسرے یہ کہ تمہاری ہینڈسم سی جاب۔۔۔مجھے یہ اطمینان تھا کہ مجھے تمہاری طرف سے مین ٹین نیس کا ٹینشن نہیں ہوگا۔۔۔گھر کا کیا ہے ایک دن بن ہی جاگا۔فی الحال تو لائف پارٹنر کی

حیثیت سے تمہیں میرے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنا چاہیے۔۔۔وہ اتنی صاف گوئی سے بولے کہ وہ ششدر سی ان کی صورت دیکھتی رہ گئی۔۔۔

مائی گاڈ۔۔۔۔۔۔نئے لوگ نئی توقعات؟اور وہ اس کا حسین سپنا۔۔۔؟

اس کا اپنا گھر۔۔۔اور وہ اس گھر میں صبح سے شام تک مصروف۔۔۔اس کے ہاتھوں سے سجا سنورا گھر۔۔۔وہ گھر سنبھالنے والی اور ایک کمانے والے کی کمائی سے مکان کو گھر بنانے والی،۔۔۔ایک روایتی عورت جو ہر تھکن اس لیے خوشی خوشی اوڑھتی ہے کہ وہ اپنے گھر کے اعتماد کے ساتھ جب رات کو میٹھی نیند سوگی تو نئی نویلی صبح کو تھکن اپنی ایک ایک شکن کے ساتھ اتر چکی ہوگی۔۔۔

پھر ایک بھائی کا کیرئیر۔۔۔۔

پھر ایک بہن کی ذمہ داری۔۔۔

اپنا گھر۔۔۔جو تعمیر تو ہو چکا مگر تعبیر ہو کے نہیں دے رہا۔۔۔

وہ چپ چاپ وارڈ روب کھول کر صبح آفس جانے کے لیے لباس منتخب کرنے لگی۔۔۔

اختتام-------------------The End